

افضل ہے فرشتوں سے جو وہ نوعِ بشر ہوں
میں فاطمہ زہرا کی دعاؤں کا اثر ہوں
تجے بھائی

انتخابِ کلام

سید علی محمد رضوی
سچے بھائی

۲۰۰۵

پیشکش

صادق عباس قزلباش

اپنی بیوی کے لئے
مصدق کیا
طالب دعا
سید نذر عباس
26-11-2005

رابطہ

قمر حیدر

فون: 6689708

موبائل: 0300-2213526

صادق عباس قزلباش

فون: 6808214

مولانا سید کلب جواد نقوی خطیب امام جمعہ لکھنؤ انڈیا

تبصیر

نوحہ مرثیہ کی ابتدائی صورت کا نام ہے یا یوں کہیں کہ رثائی ادب کی اساسی شکل کو نوحہ کہتے ہیں۔ نوحہ سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی صدا ہے اور ظلم کے خلاف احتجاج مسلسل بھی، نوحہ ماتم رفتگاں بھی اور نعرہ انقلاب بھی، نوحہ مرنے والوں کا گریہ آلود تذکرہ بھی ہے اور پیغام حیات بھی۔ ۸ نوحہ کی تاریخ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آج تک سرگرم عمل ہے تاریخ ”نوح“ لفظ سے نوحے کی قدامت کی طرف ذہنوں کو ہمیشہ متوجہ کرتی رہتی ہے۔

نوحہ ہمیشہ ہر زبان میں تھا ہر زبان میں ہے اور ہر زبان میں رہے گا۔ اس تھا، اور رہے گا سے اتنا تو معمولی عقل رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ فطرت انسانی سے اس کا بڑا گہرا رشتہ ہے۔ کربلا کے پہلے نوحہ یا مرثیہ کسی خاص جماعت سے مخصوص نہ تھا مگر ۱۶ھ کے بعد سے نوحہ اور مرثیہ صرف شہیدان و فاسے متعلق و منسوب ہو گیا ہے۔ اردو زبان و ادب کی تاریخ کے ابتدائی مراحل میں بنام انسانیت و ہمدردی نوحہ کی روشنی محسوس کی جاسکتی ہے۔ اردو نوحہ دکن سے اپنے سفر کا آغاز کرتا ہے اور دہلی سے ہو کر لکھنؤ پہنچتا ہے جہاں اس صنف سخن کو معراج حاصل ہو جاتی ہے۔

دبستان لکھنؤ کی تاریخوں سے پتا چلتا ہے کہ مرثیہ کے وطن لکھنؤ میں پیشتر مرثیہ نگاروں نے نوحہ نگاری بھی کی ہے اور خوب کی ہے لیکن اس صنف کو ترقی دینے اور بام عروج تک پہنچانے میں دبستان خاندان اجتہاد کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔ نوحہ نظم کرنا آسان نہیں! عورتوں کے جذبات و احساسات اور ان کے محاورات و مکالمات کی ترجمانی کرنا بہت مشکل امر ہے۔

خاندان اجتہاد کے باکمال شعراء مثلاً فآخر، ذآخر، فاطر، تمنا اور فضل نے اپنی جدت طرازی و معجز بیانی سے صنف نوحہ کو آسمان پر پہنچا دیا اس لئے یہ کہنا قطعاً غلط نہ ہوتا کہ اس کا رثواب کی ترقی میں خاندان اجتہاد بہت ممتاز و نمایاں ہے۔

نوحہ گوئی کے لئے درد و غم بے حد ضروری ہے اور نوحہ خوانی کے لئے مکی انداز اور نوحے کا مخصوص لب و لہجہ لازم ہے تاکہ سامعین کے دلوں پر گہرا اثر ہو اور وہ خاتون جنت کو آنسوؤں کے گہر نذر کر کے ہر سہ دے سکیں۔

سچے صاحب نوحہ گو بھی تھے اور نوحہ خوان بھی۔ نوحہ خوانی کی دنیا میں یہ کم ہی ہوتا ہے کہ کلام شاعر بزبان شاعر سماعتوں کے حوالے ہو بہر حال اس کیابی کی ہی ایک کڑی عالمگیر شہرت کے مالک جناب سید علی محمد رضوی ”سچے صاحب“ تھے جن کے عشق صادق نے انہیں مظلوم کر بلا کی یاد تازہ رکھنے کیلئے ہر قربانی دینے اور ہر پریشانی برداشت کرنے کو ہمیشہ تیار رکھا۔ انہوں نے اپنی خدا داد آواز اور متاع خلوص و مودت کے ذریعہ نوحہ خوانی کا حق ادا کر دیا۔ ان کا کلام اور ان کی زندہ آواز کا آج بھی یہی پیام ہے کہ

زندہ یہ بیداری رہے یہ سلسلہ جاری رہے x ہم ہوں نہ ہوں اس بزم میں قائم عزاداری رہے
برادر عزیز خطیب انقلاب حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا حسن ظفر نقوی اجتہادی صاحب، جناب
صادق عباس قزلباش صاحب بلکہ جملہ ارکان مجلہ کمیٹی قابل ستائش و لائق مبارکباد ہیں کہ وہ آج
بھی ایک سچے عزادار اور اچھے انسان کی یاد تازہ رکھنے کے لئے کمر بستہ ہیں۔

جزاہم اللہ

کلب جو اذ نقوی

انتخاب کلام

نمبر شمار	ذوالحال وودجات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	ذوالحال وودجات	صفحہ نمبر
	رسول خداؐ	۱۹		وعدے کے حسین نے	۴۰
۱	ہے قصور میں میرے آئینہ کا تخت جگر	۱	۲۰	غم شیر امانت ہے	۴۱
۲	جب سمجھتے ہوئی کو بھی تم اپنے جیسا	۵	۲۱	الفت شیر کی	۴۲
۳	جن کی راہوں سے دبیر نے بنائے کائنات	۶	۲۲	مرحبا سید ابرار حسین ابن علی	۴۳
	حضرت علیؑ		۲۳	گھر گھر میں صعب ماتم شیر بچا دے	۴۷
۴	کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں	۷	۲۴	سدا رہے گا حسین کا غم	۵۰
۵	اُس دل میں کرکھلاش نہ برگز وفاق کے پھول	۱۱	۲۵	یونہی جب ذکر کہیں شہ کا چھرا آپ سے آپ	۵۲
۶	دیکھتا ہوں جو تجھے حق کے ولی کا چہرہ	۱۳	۲۶	مولانا حسین ہے آقا مر حسین	۵۴
۷	دل میں علیؑ ملی ہو	۱۴	۲۷	خون برسانہ برشنا خانہ بادل بر سے	۵۶
۸	یا علیؑ کہو بڑھاؤ پھر قدم	۱۷	۲۸	واو اے حسین راز زندگی کو پایا	۵۸
۹	علیؑ علیؑ ہے زباں پر	۱۹	۲۹	کام لیتے کر حسین ابن علیؑ تلوار سے	۶۱
۱۰	المدد والمدد یا علیؑ یا علیؑ	۲۱	۳۰	زندگی ماتم سرور کے سوا کچھ بھی نہیں	۶۳
۱۱	یا علیؑ کہہ کے گزر جائیں گے	۲۴	۳۱	فاطمہ کے چین نے علیؑ کے نور عین نے	۶۴
۱۲	علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ	۲۷	۳۲	بریل ساعت بردم	۶۶
۱۳	علیؑ ازل سے مری روح کی پکار میں ہے	۲۹	۳۳	یہ ماتم صدار ہے اور اس سے سوار ہے	۶۸
۱۴	تاجدار امامت وحی نبیؐ	۳۱	۳۴	قرآن اور حسینؑ	۷۱
۱۵	حی علیؑ خیر اہل	۳۳	۳۵	حسینؑ سب تیری قربانیوں کا صدقہ ہے	۷۳
	جناب فاطمہؑ		۳۶	شیر کا ماتم کیا	۷۵
۱۶	یہ سیدہ ہے باغ نبوت کا پھول ہے	۳۶	۳۷	پیغام حسین ابن علیؑ زندہ رہے گا	۷۶
۱۷	زہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم	۳۷	۳۸	جب کبھی فرشِ عرش کا شہ کا بچھا دیتے ہیں	۷۸
	امام حسینؑ			سید سجادؑ بیمار کر بلا	
۱۸	لیک یا حسینؑ لیک یا امام	۳۸	۳۹	ہائے مرانا امام	۷۹

انتخاب کلام

نمبر شمار	ذرا حال نوحہ جات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مفرق نوحہ جات	صفحہ نمبر
۴۰	روٹی ذخیرہ جاد کے قدموں سے لپٹ کر روٹی	۸۲	۵۹	آتی ہے سیکینہ کی صدا	۱۱۹
	جناب نے سنب		۶۰	تم سے بچنے کے مان کا مشکل	۱۲۰
۴۱	یہ رو کے کہتی تھی خواہر حسین آجاؤ	۸۳	۶۱	یہ کہتے تھے شہ مظہر سیکینہ ہم نہیں ہوں	۱۲۲
۴۲	زینب یہ دعا کرتی تھیں	۸۶	۶۲	ہے عجب شام کے زندان میں کھرام	۱۲۳
۴۳	لو زندان شام سے بچت کر زینب	۸۷		جناب علی اکبر	
۴۴	زینب نے کہا یہ رو رو کر	۹۱	۶۳	مصیبت کی گھڑی اور شام کے بڑھتے	۱۲۵
۴۵	اماں لوٹ آئی ہوں میں	۹۳		حضرت علی اصغر	
۴۶	زینب بے پروا شام کا بازار	۹۷	۶۴	کون کہتا ہے کہ دریا کی روانی دے دو	۱۲۶
۴۷	ہو گئی آہ بے پیر زینب	۹۸	۶۵	ماں ڈھونڈ رہی ہے کب سے اصغر آجاؤ	۱۲۷
۴۸	زینب اور عباس زینب اور عباس	۹۹	۶۶	وہن تو وی عہدہ وین نے علی اصغر کی لاش	۱۲۹
	حضرت عباس		۶۷	ہائے نوحہ ہاؤں کے میر کارواں اصغر	۱۳۰
۴۹	عباس عباس چلے آؤ عباس	۱۰۲	۶۸	رو کے کہتی تھی ماں تجھ کو ڈھونڈو کہاں	۱۳۲
۵۰	پرچم حضرت عباس سجائے رکھنا	۱۰۴		مفرق نوحہ جات	
۵۱	تیرو ہی شباب وہی باپ کن تمام	۱۰۶	۶۹	اونچا رہا ہے اپنا علم	۱۳۳
۵۲	کن کر گئے تھے کل جو کنارے فرات کے	۱۰۸	۷۰	کر بلا کر بلا کر بلا آگئی	۱۳۶
۵۳	اے شیر نیرتان حیدر عباس	۱۰۹	۷۱	عجیب ضد ہے کہ اسلام آمل سے مت لو	۱۳۹
۵۴	صدیوں سے اٹھار کھا ہے غازی کے علم کو	۱۱۱	۷۲	رن پر چڑھے جو غفر طیار کے پیارے	۱۴۲
۵۵	خوشبوئے عباس غازی جب قریب آئے تھی	۱۱۲	۷۳	عجیب ہے داستان غم	۱۴۴
	جناب سکینہ		۷۴	افضل ہے فرشتوں سے جو	۱۴۶
۵۶	قید خانے میں سکینہ یہ بیاں کرتی تھیں	۱۱۴	۷۵	ابھی تھیں نہ چلا	۱۴۸
۵۷	آجاؤ اب آجاؤ اب آجاؤ سکینہ	۱۱۶	۷۶	کر بلا میں تھیں لب	۱۵۱
۵۸	کہتی تھی سکینہ آجاؤ بابا	۱۱۷			

انتخاب کلام

نمبر شمار	مترق لوحہ جات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مترق لوحہ جات	صفحہ نمبر
۷۷	حق پہ چوتھی پروا	۱۵۲			
۷۸	ٹل لی ہے کر بلا کی جبین پراٹھا کے خاک	۱۵۷			
۷۹	حسینی ہوں مجھے اندیشہ	۱۵۹			
۸۰	کفر و الحاد کی وادی میں وہ چکا سورج	۱۶۱			
۸۱	جز خدا کوئی نہیں ہے	۱۶۳			
۸۲	کر بلا میں قیامت کا شور	۱۶۵			
۸۳	ہاں عزادار حسینی یہ چلن زندہ رہے	۱۶۸			
۸۴	پیاسا ہے تن روز سے کنبد رسول کا	۱۷۰			
۸۵	کیسے ہو مسلمان چراغوں کا بجھادو	۱۷۲			
۸۶	جنت ہے دو قدم پہ	۱۷۴			
۸۷	جل چکے خیمے شہر دین کے فضا	۱۷۶			

التماس سورۃ فاتحہ

بادشاہ مرزا (بانی انجمن)	ابن	فیاض مرزا
سید باقر حسین رضوی	ابن	سید رضا حسین رضوی
سید علی محمد رضوی (بچے بھائی)	ابن	سید یاور حسین رضوی
سید علی عباس رضوی (بٹے بھائی)	ابن	سید یاور حسین رضوی
سید اقبال الظفر نقوی	ابن	سید کلب احمد مائی جانیسی
سید حضور عالم	ابن	سید حسین
سید محمد یوسف نقوی	ابن	سید احسن نقوی
حسن عباس قزلباش	ابن	محمد عباس قزلباش
سید عاطف رضا زیدی	ابن	سید کلب عباس زیدی
سید تقی عباس رضوی	ابن	سید غلام عباس زیدی
سید شمیم حسین زیدی	ابن	سید محمد بیطین زیدی
شمر عباس قزلباش	ابن	قاسم عباس قزلباش

سورہ فاتحہ

مرزا علی مجاہد (مجاہد لکھنوی)	ابن	مرزا علی احمد
سید محمد حسن عابدی	ابن	سید محبت حسن عابدی
سید سخاوت نقی کاظمی	ابن	سید سخاوت عابد کاظمی
سید کرار حسین رضوی	ابن	سید عطا حسین رضوی
سید نسیم حسن زیدی	ابن	سید قمر حسن زیدی
سید امجد حسین رضوی	ابن	سید عابد حسین رضوی
سید ممتاز حسین رضوی	ابن	سید امجد حسین رضوی
سید ناصر حسین رضوی	ابن	سید امجد حسین رضوی
راجا حامد حسین	ابن	غلام حسین
سید شاہد حسین رضوی (شد و بھائی)	ابن	سید نذیر حسین رضوی
سید رضا رضوی	ابن	سید حسن رضا رضوی
سید لیاقت آباد حسین زیدی	ابن	سید عمرت حسین زیدی
سید حیدر عباس رضوی	ابن	سید خادم عباس رضوی
سید وزیر حسن جعفری	ابن	سید ظہور الحسن جعفری
سید صادق حسین	ابن	سید محمد رفیع نقوی
سید ایاز رضا نقوی	ابن	سید عارف رضا نقوی امروہی
سید قمر رضا رضوی (بلا)	ابن	سید سلیم رضا رضوی
بگو بیگم	بنت	محمد عباس قزلباش
پروین سلطانہ	بنت	اشفاق حسین
سیدہ زینب النسا	بنت	سید ظفر حسن زیدی
فرحت النسا	بنت	مسعود الحسن زیدی
زاہدہ بیگم	بنت	مولوی سید علی
سیدہ انوار رضوی	بنت	سید کرار حسین رضوی
سیکنہ بانو	بنت	محمد ظہور
سعیدہ مسعودہ خاتون	بنت	سید یوسف حسین جعفری

ہے تصور میں مرے آمنہ کا لخت جگر

ہے تصور میں مرے آمنہ کا لخت جگر
نور ہی نور ہے پھیلا ہوا تاحد نظر
مجھ کو آتی ہے ہنسی ذہنیت انساں پر
اپنا جیسا ہی سمجھ بیٹھے محمدؐ کو بشر

مرتبے ان کے تصور میں کہاں آئیں گے
ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے

نور اسلام سے بھٹکے ہوئے اے پروانو!
رتبہ حیدر و صفدر کو بھلا کیا جانو
ان کو اللہ سے نسبت ہے انھیں پہچانو
ہے محمدؐ پہ یقین تو انھیں مولا مانو

انکے صدقے میں گناہ بخش دیئے جائیں گے
ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے

مہد میں کلہ اثر کے کئے دو ٹکڑے
کچھ بڑھے مرحب و عمر کے کئے دو ٹکڑے
کھینچ لی تیغ تو لشکر کے کئے دو ٹکڑے
کاٹ ایسی کہ برابر کے کئے دو ٹکڑے

حشر تک لوگ شجاعت کی قسم کھائیں گے
ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے

تیغ کے سائے میں سوکر جو سپاہی اٹھا
بن کے اعدا کے ارادوں کی تباہی اٹھا

لے کے اک ولولہ دین پناہی اٹھا
دستِ حق میں لئے مرضی الہی اٹھا

حق اُدھر ہوگا جدھر اس کے قدم جائیں گے
ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے

مرحمت اوروں کو خیر میں علم فرمایا
تین دن لشکرِ اسلام پلٹ کر آیا
فتحِ خیر کو محمدؐ نے جو مشکل پایا
دے کے حیدر کو علمِ خلق کو یہ بتلایا

جب بھی کام آئیں گے مشکل میں علیؑ آئیں گے
ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے

لے کے احمدؑ سے علمِ زن کو علمدار چلا
نصرتِ حق کے لیے حق کا وفادار چلا
غیر فرار چلا، حیدرؑ کزار چلا
کہہ دے مرجب سے کوئی اب ذرا تلوار چلا

پر بھی جبریل کے حائل ہوں تو کٹ جائیں گے
ہم آواز پہ آواز دیئے جائیں گے

بڑھ کے جزار نے پتھر پہ علم گاڑ دیا
دیکھ کر فوجِ ذرہ پوش کو نعرہ یہ کیا
نامِ حیدرؑ تھا لڑکپن میں مری ماں نے رکھا
مانتی ہے مری تلوار کا دنیا لوہا

انگلیوں پر درِ خیر کو اٹھا لائیں گے
ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے

آگیا یاد مجھے کرب و بلا کا منظر
یا علیؑ کہہ کے بڑھے جاتے ہیں زینبؑ کے پسر

خوف سے کانپ اٹھا اہل جفا کا لشکر
 تن کے فرمانے لگے، ہے پسر سعد کدھر
 سر کٹا دیں گے یا سر کاٹ کے لے جائیں گے
 ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے
 آمد حضرت عباس میں کرتا ہوں رقم
 پر تو حیدر کرار ہے سرتاپہ قدم
 مشک کاندھے پہ ہے ہاتھوں میں محمد کا علم
 بولے لکار کے اے شہر تری فوج ہے کم
 ایک حملے میں پرے فوج کے کٹ جائیں گے
 ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے
 پھر یہ نعرہ کیا مجھ کو مرے بابا کی قسم
 اب لبو برے گا تپتے ہوئے صحرا کی قسم
 جس پہ قبضہ ہے تمھارا اسی دریا کی قسم
 میں ہوں عباس تو مجھ کو مرے آقا کی قسم
 حشر تک یاد رہے جنگ وہ کرجائیں گے
 ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے
 روح احمد کی قسم خالق یکتا کی قسم
 فرش خاکی کی قسم، عالم بالا کی قسم
 آج بھی عظمت اسلام کی کھاتا ہوں قسم
 پیارے بچوں کی قسم بالی سکینہ کی قسم
 خوں کا دریا بھی ہو آگے تو اتر جائیں گے
 ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے
 پہونچے ساحل پہ جو عباس بھگا کر لشکر
 دیر تک روتے رہے کر کے نظر پانی پر

سطح آب پہ آیا جو تصور میں نظر
 پیاسے بچوں کو لئے پیاسی سکینہ در پر
 منتظر ہے کہ چچا رن سے ابھی آئیں گے
 ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے

شب کو اٹھتا ہوا مادر کا جنازہ دیکھا
 ظلم کے تیروں میں تابوت حسن کا دیکھا
 بائے اس زینب مغموم نے کیا کیا دیکھا
 رن میں بے گور و کفن بھائی کا لاشا دیکھا
 یہ نہ سمجھی تھی کہ عباس بھی ترپائیں گے
 ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے

فتح مندی پہ ادھر شکر خدا ہوتا ہے
 گھر میں احمد کے ادھر حشر بپا ہوتا ہے
 دل کی تسکین کے لیے ظلم نیا ہوتا ہے
 نعل بندی کا ادھر حکم عطا ہوتا ہے
 یہ عدو لاش پہ گھوڑے ابھی دوڑائیں گے
 ہم تو آواز پہ آواز دیئے جائیں گے

کر بلا میں انہیں آنکھوں نے یہ منظر دیکھا
 حلقِ سروڑ پہ رواں ظلم کا خنجر دیکھا
 نوکِ نیزہ پہ بلند ہوتا ہوا سر دیکھا
 بعد قتل شبہ دیں جلتا ہوا گھر دیکھا
 دیکھنا، سر سے عدو چادریں لے جائیں گے
 ہم تو آواز دیئے جائیں گے

جب سمجھتے ہو نبی کو بھی تم اپنا جیسا

جب سمجھتے ہو نبی کو بھی تم اپنا جیسا
پھر وراثت میں نبوت کی یہ جھگڑا کیسا

دین کے نام پہ دیتے رہے دنیا کو عروج

کھیل اس آڑ میں کھیلا گیا کیسا کیسا

یہ نبوت نہیں اُمت کی امامت ہے خلیل

اس میں شامل نہیں ہوتا کوئی ایسا ویسا

کلمہ گو ہو کے دکھائے جو نبی زادی کا دل

اے مسلمان بتا ہم اُسے سمجھیں کیسا

ایسے اسلام کو میں دُور سے کرتا ہوں سلام

جس میں ہو ظالم و مظلوم کا انجام اک سا

ایک ایک قطرہ کو پانی کے لیے ترسی ہے

وقت اک آلِ محمد پہ پڑا ہے ایسا

باپ نے کھودی ہے خود، اپنے پر کی تربت

دشمنوں پر نہ پڑے وقت، خدایا ایسا

جن کی راہوں سے پیہر ہٹائے کانٹے

جن کی راہوں سے پیہر نے ہٹائے کانٹے
 ہر قدم پر انھیں لوگوں نے بچھائے کانٹے
 خار پھر خار ہے، فطرت ہے اذیت دینا
 پہلوئے گل سے کوئی کاش ہٹائے کانٹے
 اہل گلشن کی نگاہوں میں صدا کھنکھیں گے
 لاکھ پھولوں میں رہیں، ہیں تو پرانے کانٹے
 وائے ہو اُمتِ مرحومہ تری قسمت پر
 گل کے ہوتے ہوئے دامن میں سجائے کانٹے
 گھر جانے کو چلے آئے نبی زادی کا
 بن گئے بعد نبی راہ کے سائے کانٹے
 سر بکف اہل وفا دشتِ بلا سے گزرے
 لاکھ دنیا نے سر راہ بچھائے کانٹے
 دیکھ کر دشتِ مصیبت میں گل زہرا کو
 نیزہ تانے ہوئے ہر سو نکل آئے کانٹے
 تن شیز ہے یوں تیزوں کے گہوارے پر
 میتِ گل کو ہوں جس طرح اٹھائے کانٹے
 رو دیے اہل ستم سوکھے ہوئے ہونٹوں پر
 جب زباں پھیر کہ اصغر نے دکھائے کانٹے

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

عدم کو جس نے وجود بخشا وجود کو پھر نمود بخشا
نمود کو تازگی عطا کی خطا کی حد حشر سے ملا دی
ہر ایک ذرے کو زندگی دی شعور کو جس نے آگہی دی
ہے جس کا ہر شے یہ نام کندہ

وہ کون ہے جس کا میں ہوں بندہ
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں
یہ آسمان یہ برستا ساون یہ لہلہاتا مہکنا گلشن
یہ سبزہ و گل کا نرم بستر یہ کھکشاں کی حسین چادر
یہ چاند سورج چمکتے ستارے حسین قدرت کے یہ نظارے

دکتے ہیں کس کی چاہ میں یہ
مہکتے ہیں کس کی راہ میں یہ
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں
وہ نور جس میں ہے نور اُس کا وہ فہم جس میں شعور اُس کا
وہ نفس جس میں ہے وہ سما یا وہ جسم جس کا نہیں ہے سایہ
جو پارہ نور بے بہا ہے تمام عالم کا آسرا ہے

زمیں پہ رحمت کا آسمان ہے
فلک پہ کس کا وہ مہماں ہے

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

زمیں ہے یہ نہ آسماں ہے عجیب عالم عجیب سماں ہے
نہاں نہیں ہے نہ وہ عیاں ہے ہے کوئی موجود پر کہاں ہے
ادھر یقین ادھر گماں ہے بس ایک پردہ سا درمیاں ہے
نکل رہے ہیں یہ کس کے بازو

سمٹ رہی ہے حد من و تو

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

کہاں میان خدا و بندہ وجود ممکن نہیں کسی کا
یہاں یہ مہماں کا ساتھ دیتے نبی کے ہاتھوں میں ہاتھ دیتے
جو نور پیکر میں ڈھل رہا ہے یہ ہاتھ جس کا نکل رہا ہے

خدا نما ہے کہ یہ خدا ہے

خدا نہیں ہے تو اور کیا ہے

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

محمد مصطفیٰ سے پہلے قدم کسی کے یہاں نہ پہنچے
یہاں سے بھی کچھ ذرا سا آگے جہاں یہ جلوے ہیں لامکاں کے
جو نطق کو ساز دے رہا ہے نبی کو آواز دے رہا ہے

شناسا لگتا ہے لہجہ جس کا

یہ کون ہے کیا ہے نام اس کا

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں
 خدایا مجھ کو معاف کر دے نگاہ میں حق کا نور بھر دے
 یہ پردہ درمیاں سے اٹھا دے حقیقت مرتضیٰ دکھا دے
 حبیب کا واسطہ ہے تجھ کو الہی اتنا بتا دے مجھ کو

جو تجھ سے منسوب تیرا تیرا درا ہے

تیرا ہی ہے یا علی کا در ہے

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

مکاں ہے یہ تو لامکاں ہے کسے پتہ تیری حد کہاں ہے
 کوئی نہیں اور جس سے پوچھوں نہ تجھ سے پوچھوں تو کس سے
 گھٹا کی صورت میں لوگ گھر کے نہ تجھ سے پوچھوں تو کس سے پوچھوں
 دیرا کعبہ کے گرد پھر کے

یہ کس کو سجدہ گزرتے ہیں

یہ کس کو آخر پکارتے ہیں

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

علی کا چہرہ، علی کے بازو علی کی آنکھیں، علی کے گیسو
 علی کا جسم اور، علی کی خوشبو علی کی رگ رگ میں، ہے رواں تو
 ہر ایک کروٹ، ہر ایک پہلو نہیں کوئی فرق ہے سر مو

ہر ایک ادا میں تری ہی تُو یو

ہے تو علی، یا علی میں ہے تو

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں
عجیب بندہ خدا نما سا خدا نہیں ہے، خدا ہے لگتا
ہے ملتا جلتا کلام اس کا خدا ہی جیسا، ہے نام اس کا
ہر ایک جا اس کا نور بھی ہے جلا چکا کوہ طور بھی ہے

ہوا جو کعبہ سے آرہی ہے

علی علی گنگنا ربی ہے

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

وجود میں جب وہ ڈھل رہا تھا میں ساتھ کروٹ بدل رہا تھا
فلک سے جب وہ زمیں پہ آیا میں آیا ساتھ اس کے بن کے سایا
وہ عرش پر جب کہ مہماں تھا وہاں پہ میں شکل میزباں تھا
کہیں پہ چھوڑا نہ ساتھ اس کا

ہے کب سے ہاتھوں میں ہاتھ اس کا

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

ندا یہ آئی نہ بہکو اتنا زباں کھولو ہے علم جتنا
وہ بستر نور جس پہ سو کر وہ ہاتھ جن پر بلند ہو کر
زمین سے میں آسماں ہوا ہوں ورائے وہم و گماں ہوا میں

وہ اصل ہے اور اصول ہوں میں

شریک نور رسول ہوں میں

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں ، یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

اُس دل میں کرتلاش نہ ہرگز وفا کے پھول

اس دل میں کرتلاش نہ ہرگز وفا کے پھول

کھلتے نہیں ہیں جس میں علی کی ولا کے پھول

در آئے شوق دید میں بخت کے گلستاں

مہکے جو میری قبر میں خاک شفا کے پھول

دستِ خدا نے یوں در خیر اٹھا لیا

جیسے اٹھا لے ہاتھ کو کوئی بڑھا کے پھول

نعرہ کیا علیؑ کے سپر نے لب فرات

دہشت سے ہاتھ پاؤں گئے اشقیا کے پھول

عباس نے کٹا دیئے نصرت میں دونوں ہاتھ

مہکے لب فرات علیؑ کی دعا کے پھول

کشتوں کو جن کی خاک میسر نہ ہو سکی

ان پر برس رہے ہیں اب اشکِ عزا کے پھول

لب تشنہ دشتِ ظلم میں کانٹوں پہ سو گئے

اہلِ وفا منائے وفا میں کھلا کے پھول

نوکِ سِزائیں سے یوں تنِ سرور تھا پاش پاش

کانٹوں کی زد پہ جیسے بکھر جائے آ کے پھول

اکبر سا گل بدن ، علی اصغر سا گلزار

لکھے تھے یہ نصیب میں کرب و بلا کے پھول

مس ہوگا تیری آنکھوں سے رومالِ سیدہ

پلکوں پہ رکھ لے اے دل مضطر سجا کے پھول

سارا چمن رسول کا برباد ہو گیا

تپتی ہوئی زمین ہے اور سیدہ کے پھول

اے مسکنِ حسینؑ میں ہوں ذاکرِ حسین

مجھ کو بھی کر لے خاک میں اپنی بسا کے پھول

دیکھنا ہو جو تجھے حق ولی کا چہرہ

دیکھنا ہو جو تجھے حق ولی کا چہرہ
 خم کے میدان میں آ، دیکھ علی کا چہرہ
 کل یہ چہرہ نہ بھلا دینا زمانے والو
 آج پہچان لو احمدؑ کے وحی کا چہرہ
 میں ہوں مسرور عبادت تو فرشتے چپ ہیں
 قبر میں دیکھ رہا ہوں میں علی کا چہرہ
 نور خالق کے ہیں دو جلوے محمدؐ و علیؑ
 دونوں صورت میں جھلکتا ہے اسی کا چہرہ
 جن نگاہوں میں علیؑ بستے ہوں ان آنکھوں میں
 کیا سمائے گا بھلا اور کسی کا چہرہ
 افق صبر پہ ایوبؑ کے دھندلے ہیں نقوش
 جگمگاتا ہے حسینؑ ابن علیؑ کا چہرہ
 پیار سے جس کو نبیؐ چوم لیا کرتے تھے
 بے سر نوک سناں آج اسی کا چہرہ
 جس کے چہرے سے تو یہ بے ادبی کرتا ہے
 ارے ظالم یہ ہے فرزند نبیؐ کا چہرہ
 اُمّ لیلیٰ کہ رہیں حسرتیں دل کی دل میں
 مل گیا خاک میں ہمشکل نبیؐ کا چہرہ
 چھن گئے کانوں سے معصوم سکینہ کے گھر
 رہ گئی دیکھتی حسرت سے پھوپھی کا چہرہ

دل میں علیؑ ہو، زباں پر علیؑ

دل میں علیؑ علیؑ ہو، زباں پر علیؑ علیؑ

ہے کشتی اسلام کا لنگر، علیؑ علیؑ

راہِ خدا میں عزم کا پیکر، علیؑ علیؑ

تبا ہے اپنی ذات میں لشکر، علیؑ علیؑ

شیروں کا شیر فاتحِ خیر، علیؑ علیؑ

بعد از رسولؐ سب سے ہے بہتر علیؑ علیؑ

فلاحِ دہر، قاتلِ عتھر، علیؑ علیؑ

کزارِ ذی وقار، بہادر، علیؑ علیؑ

غازی، جری، دلیر، غضنفر، علیؑ علیؑ

ہنگامِ جنگِ شیرِ ببر، ز، علیؑ علیؑ

حملہ کرو عدو پہ تو کہہ کر علیؑ علیؑ

احساس بے بسی میں، پکارو علیؑ علیؑ

مشکل کی ہر گھڑی میں، پکارو علیؑ علیؑ

ہر غم میں، ہر خوشی میں، پکارو علیؑ علیؑ

اک بار بے خودی میں، پکارو علیؑ علیؑ

باں دوستو ہو، نعرہٴ حیدر علیؑ علیؑ

خندق کا واقعہ ہو، کہ خیر کا معرکہ

بڑھ کے قدم ترا، کبھی پیچھے نہیں ہٹا

آیا مقابلے پہ جو، وہ منہ کی کھا گیا

حلالِ مشکلات، تجھے کیوں نہ دیں صدا

آواز دے رہا ہے پیمبرؐ علیؑ علیؑ

اندز حرب و ضرب کے ، جوہر دکھا دیئے
کھینچی جو تیغ ، دور تلک گل کھلا دیئے
وہ جنگ کی ، کہ کفر کے چھلے چھڑا دیئے
اک اک قدم پہ کشتوں کے پستے لگا دیئے

زد میں ہیں جبریلؑ کے شہپر علیؑ علیؑ

سویا جو سر سے پاؤں تلک ، تان کر ردا
کچھ ایسی بھاگتی ، تری قدرت کو یہ ادا
اپنا کے ترا نفس ، تجھے سوپ دی رضا
کیسے کہوں کہ تو تھا ، سر عرش کبریا

آواز دے رہا ہے پیمبرؑ علیؑ علیؑ

بے تیری چال ڈھال میں ، خالق کی سب ادا
نفس رسولؐ ، وجہ خدا ، دست کبریا
اللہ مجھ کو معاف کرے ، گر کروں خطا
بندہ کا روپ ہوتا ، تو ہوتا تو ہی خدا

تو ذات کبریا کا ہے مظہر علیؑ علیؑ

معراج ، بندگی کی حدوں سے نکل گیا
تیرا وجود ، مرضی خالق میں ڈھل گیا
بدلا تو جس سے ، اس سے زمانہ بدل گیا
گرتا ہوا بشر بھی وہیں پر سنبھل گیا

آیا جو تیرا نام زباں پر ، علیؑ علیؑ

حوصلہ تھا فاطمہ کے لال کا
 رخ پہ ، شائبہ نہ تھا ملال کا
 شکر کر رہا تھا ذوالجلال کا
 نوجوان لال توڑتا تھا دم

دیکھ کر بلا کہ دیکھ شہ سوار
 موت پر جھپٹ رہیں ہیں بار بار
 روکتے ہیں دل پہ ، برجھیوں کا وار
 کر رہے ہیں ، خوں سے داستاں رقم

مختصر سے لوگ مختصر سی جنگ
 پیرو جواں ، صغیر ایک رنگ
 کس قدر تھے دل قوی ، بے عقل رنگ
 تین دن کی پیاس میں ، یہ دم یہ خم

حال کیا کروں ، حبیب کا بیاں
 جس قدر ضعیف ، اس قدر جواں
 باندھ کر کمر کو، جب ہوئے رواں
 راستہ دیا اجل نے ، ہو کے خم

اک صغیر بھی تھا ، اس سپاہ میں
 رہ سکا نہ وہ بھی ، خیمہ گاہ میں
 ہو گیا شہید ، حق کی راہ میں
 حوصلہ بڑا تھا گو کہ ، سن تھا کم

علیؑ علیؑ ہے زباں پر، کبھی حسینؑ حسینؑ

علیؑ علیؑ ہے زباں پر، کبھی حسینؑ حسینؑ

علیؑ کے ذکر کو آبِ بقا سمجھتے ہیں
ہم آپ ان کی فضیلت کو کیا سمجھتے ہیں
خدا سمجھتا ہے، یا مصطفیٰ سمجھتے ہیں
نہیں سمجھتے جو ان کو، خدا سمجھتے ہیں

علیؑ علیؑ ہے زباں پر، کبھی حسینؑ حسینؑ

اُحد کی جنگ میں، دیکھے عجب عجب کردار
کہیں ہے ذکر شجاعت، کہیں ہے ذکر فرار
زمین سے تابہ فلک ہے علیؑ علیؑ کی پکار
اتر رہے ہیں ملائکہ، لئے ہوئے تلوار

علیؑ علیؑ ہے زباں پر، کبھی حسینؑ حسینؑ

سمجھ سکا نہ زمانہ مقامِ اہلبیت
کلامِ حق ہی سمجھئے کلامِ اہلبیت
جگہ جگہ پہ سناؤ پیامِ اہلبیت
کرو جہان میں رائج، نظامِ اہلبیت

علیؑ علیؑ ہے زباں پر، کبھی حسینؑ حسینؑ

یہ وہ نہیں جنہیں دنیا خرید سکتی ہے
یہ وہ ہیں جن کے تصدق میں خلق پلّتی ہے
سین وہ جن کو محبتِ علیؑ کی کھلتی ہے
قدم سے ان کے شریعتِ نبیؐ کی چلتی ہے

علیؑ علیؑ ہے زباں پر، کبھی حسینؑ حسینؑ

مومنوں میں ترا ذکر، دن رات ہے
ہر فرشتے کے لب پر، تری بات ہے
مرحبا! گلِ ایماں، تری ذات ہے
ہے شفاعت کی ضامن، تری دوستی

المدد المدد ، یا علی یا علی

تو ہی تو ہے، نظر پھر رہی ہے جدھر
تجھ میں خالق کی ہے، ہر صفت جلوہ گر
نور تیرا، ہویدا تھا افلاک پر
منزل آب و گل، میں تھے آدم ابھی

المدد المدد ، یا علی یا علی

میرے خیر کشا، اے شہ لافٹی
خیبر و بدر و خندق کا ہے ذکر کیا
جب کبھی کفر، تیرے مقابل ہوا
تو بڑھا، بڑھ کے اس کی کمر توڑ دی

المدد المدد ، یا علی یا علی

رنگ چہروں کے یکسر بدل جاتے ہیں
اپنی ہی آگ میں، آپ ہی جل جاتے ہیں
دشمنوں کے کلیجے، دہل جاتے ہیں
جب لگاتے ہیں، ہم نعرۂ حیدری

المدد المدد ، یا علی یا علی

لاکھوں تسلیم مولا ، تیرے نام پر
ہے حکومت تیری ، صبح پر شام پر
جب کبھی وقت پڑتا ہے ، اسلام پر
خود محمد بھی پڑھتے ہیں ، نادعلی ۔

المدد المدد ، یا علی یا علی

اے زہے بندگی ، ایسا سجدہ کیا
تو نے حق عبادت ، ادا کر دیا
پھر مکرم نہ کیوں ٹھہرے ، سجدہ ترا
خانہ حق میں ، تیری شہادت ہوئی

المدد المدد ، یا علی یا علی

جتنی مشکل پڑی ، ہنس کے سب ٹال دی
شکرِ خالق کیا ، ہر نفس ہر گھڑی
اٹھ سکی جب نہ میت ، جواں لال کی
شبہ نے سوئے نجف ، مڑ کے آواز دی

المدد المدد ، یا علی یا علی

یا علی کہہ کے، گزر جائیں گے

یا علی - کہہ کے، گزر جائیں گے
جھک گئی ہے دیار، شبہ - پہ جبیں
ہو گا آقا، جہاں، غلام وہیں
ہم کو خوف، پل صراط نہیں
یا علی کہہ کے، گزر جائیں گے

ہم ہیں سرشار، ان کی الفت میں
جو بلند ہیں، نگاہ قدرت میں
یہ یقین ہو چکا ہے جنت میں
ہیں گناہ گار، مگر جائیں گے
یا علی کہہ کے، گزر جائیں گے

حب آل نبیؐ، کے جام پنے
نور ایمان کی، روشنی میں جے
رہ گئے جو، فقط کتاب لئے
ان سے پوچھو، وہ کدھر جائیں گے
یا علی کہہ کے، گزر جائیں گے

لوٹنے والو ، سیدہ کا چین
 یاد رکھنا ، شکست بدرو حنین
 کثرت فوجِ اشقیاء ، سے حسینؑ
 کیا سمجھتے ہو کہ ڈر جائیں گے
 یا علیؑ کہہ کے، گزر جائیں گے
 فخر سردارِ انبیاء ، ہے حسین
 میرے شہدائے کربلا، ہے حسین
 حق کا معیار بن گیا ، ہے حسین
 حق اُدھر ہو گا جدھر ، جائیں گے
 یا علیؑ کہہ کے، گزر جائیں گے
 حق کا گڑے نظام ، نا ممکن
 مٹے احمدؑ کا نام ، نا ممکن
 کرے بیعتِ امامؑ ، نا ممکن
 موت آسان ہے ، مر جائیں گے
 یا علیؑ کہہ کے، گزر جائیں گے

کیا رکھا ہے ، غرور باطل میں
وہ پڑے ہیں ، جو آج مشکل میں
دیکھنا ایک دن ، وہی دل میں
درد بن بن کے ، اتر جائیں گے

یا علی کہہ کے، گزر جائیں گے

رن میں کہتے ہیں، حضرت عباسؓ
آقا زادی کو، تین دن سے ہے پیاس
پاس ہے یہ ، نہ ٹوٹے اس کی آس
پانی لائیں گے ، یا مر جائیں گے

یا علی کہہ کے، گزر جائیں گے

ہے یہی نام، میرے دل کا چین
دل بلا دیتے ہیں ، ہمارے بین
یا علیؓ ، حسینؓ حسینؓ
کہتے کہتے، یہی مر جائیں گے

یا علی کہہ کے، گزر جائیں گے

علی علی ہے، علی علی ہے

علی - علی - ہے ، علی - علی - ہے
علی - علی - ہے ، علی - ولی ہے

بدل رہا ہے ، نظامِ عالم
قدم قدم ، انقلابِ پیہم
مگر ہماری زباں پہ ہر دم
علی - علی - ہے ، علی - علی - ہے

یہ نام نامی ، ہے اسمِ اعظم
اسی سے ملتا ہے عزمِ محکم
سند ملی جس کو لا فتنی کی
وہ مرد میدان یہی علی "

خدا نے تلوار جس کو بھیجی
نبی نے جس کو دی اپنی بیٹی
یہ مرتبہ اور کس نے پایا
کے یہ رفعت بھلا ملی ہے

زبانِ آدم پہ یا علی ہے
زبانِ خاتم پہ یا علی ہے
وہ ابتداء تھی یہ انتہا ہے
ازل علی ہے ابد علی ہے

علیؑ کا در سجدہ گاہ عالم
یہاں پہ شاہوں کے سر بھی خم
در علیؑ کی ہے یہ بلندی
جسیں ملک کی جھکی ہوئی ہے

میان خم وہ نبیؐ کا خطبہ
دکھا رہے ہیں وصیؑ کا چہرہ
ادھر بلند ہو رہے ہیں مولا
ادھر سے آیت اتر رہی ہے

غبار دل کا ہے رخ پہ چھایا
علم علیؑ نے ہے رن میں پایا
کسی کا چہرہ ، دمک رہا ہے
کسی کی رنگت اڑی ہوئی ہے

اٹھا کے سر جب بھی زور باطل
ہو ا ہے ، اسلام کے مقابل
ادھر کہا ، یا علیؑ - زباں سے
ادھر سے فتح و ظفر ملی ہے

نبیؐ نے خود راستہ دکھایا
کہ یا علیؑ کہہ کہہ پکارا
علیؑ سے پھر نے کا ہے نتیجہ
جو آج دنیا بھٹک رہی ہے

علیؑ علیؑ ہے ، علیؑ علیؑ ہے

علیٰ ازل سے مری روح کی پکار میں ہے

علیٰ ازل سے مری روح کی پکار میں ہے

ولا علیٰ کی ہمارے لہو کی دھار میں ہے

علیٰ کے ذکر سے پہنچا ہوں آسمانوں تک

شمار میرا بھلا ورنہ کس شمار میں ہے

علیٰ کے قبضہ قدرت میں کیا ہے کیا معلوم

یہ دو جہاں کی خدائی تو اختصار میں ہے

علیٰ ہیں غیض میں خیبر کی آج خیر نہیں

نگاہ در پہ جمی ہاتھ ذوالفقار میں ہے

نہ جانے کب کی قیامت گزر گئی ہوتی

وجود حجت باری لئے حصار میں ہے

سجائیں زیر قدم آگ یا علیٰ کہہ کر

حسین کے تو غلاموں کے اختیار میں ہے

سلاح ماتم شبیر زیب تن رکھنا

عزائے سبط نبی دشتِ کارزار میں ہے

علم کے سائے میں بڑھتے چلو قدم بہ قدم

ہر اک قدم یہ عبادت کی رہ گزار میں ہے

لہو حسینؑ کا جب سے پیا ہے گیتی نے

بساط عالم امکاں نہیں قرار میں ہے

ہے سر پہ سایہ کیے جس کے چادر و تطہیر

وہ سر برہنہ کھڑی شام کے دربار میں ہے

بلند جس سے کیا تھا علیؑ نے خیر کو

وہ زور بازوئے عباسؑ نامدار میں ہے

لگا کے برچھی کیجے سے سو گئے اکبرؑ

بہن مدینے میں بھائی کے انتظار میں ہے

تاجدار امامت، وصی نبی، علی ہے، علی

تاجدار امامت، وصی نبی، علی ہے، علی - علی ہے علی
بعد ختم رسل لائق سروری علی ہے، علی - علی ہے علی

بات یہ تو بہت ہی آسان سی
کیا کریں مصطفیٰ گر نہ سمجھے کوئی
صاف الفاظ میں کہہ رہے ہیں نبی
میں ہوں جس کا مرے بعد اس کا ولی

علی ہے علی ، علی ہے علی

گو نجفی تھی صدا رن میں جب عمر کی
آئے مد مقابل مرے ہے کوئی
دیکھ کر سورماؤں کا چہرہ نبی
سوچ میں تھے کہ حیدر نے آواز دی

علی ہے علی ، علی ہے علی

یوں تو لے کر گئے رن کو لشکر سبھی
جنگ خیر مگر فتح ہو نہ سکی
اب چلا ہے علم لے کے ایسا جری
خاک ہو جائے گی مرجی عتبری

علی ہے علی ، علی ہے علی

بستر مصطفیٰ پر دل مصطفیٰ
رات بھر چین کی نیند سوتا رہا
ٹولہ اہل شر خوف سے چیخ اٹھا
صبح اٹھ کر جو حیدر نے انگڑائی

علیٰ ہے علیٰ ، علیٰ ہے علیٰ

حکم معبود سے توڑنے بت کدہ
جب چلے سوئے کعبہ حبیب خدا
آگے پیچھے سبھی تھے مگر یہ بتا
دوش احمد پہ معراج کس کو ملی

علیٰ ہے علیٰ ، علیٰ ہے علیٰ

دو جہاں میں نہیں کوئی ایسا جری
موت نے جس کے آگے سپر ڈال دی
تھے جوان دیکھنے کے لئے تو سبھی
لافتی کی سند جس کو حق سے ملی

علیٰ ہے علیٰ ، علیٰ ہے علیٰ

سایہ مصطفیٰ میں پلا اور بڑھا
یہ شرف کب کسی اور کو ہے ملا
خاص محراب کعبہ میں پیدا ہوا
سجدہ حق میں جس کو ہے ضربت لگی

علیٰ ہے علیٰ ، علیٰ ہے علیٰ

علیٰ ہے علیٰ ، علیٰ ہے علیٰ

حی علی خیر العمل

حی علی خیر العمل
 ہے وقت ابھی نادان سنبھل
 قدرت کا ہے قانون اٹل
 میزان مودت پر کل کو
 تل جائے گا ایک ایک عمل
 حی علی خیر العمل

وہ صحرا وہ آواز اڈاں
 مولائی کے عہد و پیاں
 چودہ سو برس گزرے اب تک
 دیتا ہے صدا خم کا میاں
 حی علی خیر العمل

میں جس کا مولا ہوں اس کا
 ہے میرے بعد علی مولا
 پالانے شتر کے منبر سے
 دیتے ہیں صدا محبوب خدا
 حی علی خیر العمل

کاندھوں پہ علی ہاتھوں پہ علی
 کعبہ میں کبھی منبر سے کبھی

عالم کو نبی اکرمؐ نے
بتلایا یہ ہے میرا وصی
خیر العمل جی علی

ظاہر میں کبھی باطن میں کبھی
انداز وہی اطوار وہی
یہ بغض علیؑ کی بیماری
اس وقت بھی ہے اُس وقت بھی تھی

خیر العمل جی علی

جنگل جنگل صحرا صحرا
بستی بستی قریہ قریہ
عالم میں پیام حق بن کر
گوئجے کی قیامت تک یہ صدا
خیر العمل جی علی

حق بات کہو حق بات سنو
حق پہنچانو گرہ نہ ہو
مظلوم کی نصرت پہ ظالم
سے نفرت کا اعلان کرو

خیر العمل جی علی

ہر سو نہ بھٹک ہر در پہ نہ جا
کیوں پھرتا ہے مارا مارا
اب بھی کھلی ہیں حق کی راہیں
دیتی ہیں صدائیں کرب و بلا
جی علی

خیر العمل

صبح عاشور جب آتی ہے
تاریخ وفا و دہراتی ہے
ہر سال ضمیر عالم کو!
پیغام یہی دے جاتی ہے
جی علی

خیر العمل

ہے صبح دہم (۱۰) منشر عیاں
صف باندھے کھڑے ہیں پیر و جوان
دل کانپ اٹھے گا جس دم گونجی
مقتل میں علی اکبرؑ کی اذان
جی علی

خیر العمل

قربان ہوا اکبرؑ سا جوان
بے شیر ہوا آنکھوں سے نہاں
اللہ رے ہمت سرور کی
مرتے مرتے ہے درد زباں
جی علی

خیر العمل

یہ سیدہ ہے باغ نبوت کا پھول

یہ سیدہ ہے باغ نبوت کا پھول

کار پیبری ، میں شریک رسول ہے

اس در کو پا کے خواہش جنت فضول ہے

جنت تو اہلیت کے قدموں کی دھول ہے

شامل ہے ان کا نام عبادت کے رکن میں

ان پر درود ہے تو عبادت قبول ہے

اک اک ادا ہے ، سانچہ حق میں ڈھلی ہوئی

ہر ہر عمل پہ ، آئے حق کا نزول ہے

دل میں نہیں گر ، ان کی موڈت تو با خدا

روزہ نماز ، و حج و زیارت فضول ہے

حجت خدا کے دیں کی محافظ او ابن سعد

بیعت کرے یزید کی ، یہ تری بھول ہے

خیر کشاء کے لال کی ، طاقت تو دیکھئے

اصغر کی لاش باتھوں پہ ، مانند پھول ہے

کھو دو گی تم چچا کو ، یہ سمجھاتے تھے حسین

پانی کی آس دیکھو سیکھنے فضول ہے

انصار با وفا ہو ، کہاں آؤ اے حبیب

تہا عدو کی فوج میں جان ، بتول ہے

اکبر رہے ، نہ قاسم و عباس رہ گئے

بولے حسین ، اب میرا جینا فضول ہے

زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

کونین کی ہر دولت دے کر اس غم کی حفاظت کرنا ہے
شہیز کی خاطر جینا ہے، شہیز کی خاطر مرنا ہے
یہ جسم رہے یا مٹ جائے مظلوم کا ماتم کرنا ہے
زہرا کی تمنا پوری ہو، یہ جان رہے یا مٹ جائے
زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

رکنے کا نہیں شور ماتم ہر لمحہ ہر ساعت ہر دم
خون بن کے رگوں میں دوڑے گا نسا بعد نسا یہ غم
یہ غم ہے امانت زہرا کی، اس غم کے امانتدار ہیں ہم
ممکن نہیں اپنے جیتے جی اس غم پہ کوئی آنچ آجائے
زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

اس پرچم کی عظمت کے لئے عباس نے بازو دے ڈالے
اس پرچم کی عزت کے لیے، غازی نے بے دل پر بھالے
اس پرچم کے مشکیزہ سے لپٹے ہیں سکینہ کے نالے
عباس علی کا پرچم ہے، یہ پرچم کیسے جھک جائے
زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

سالار حسینی کیا کہنا، معراج وفا، سرتاج وفا
ہر موج تڑپتی ہے اب تک، ساحل سے جو پلٹا پیاسا
تھا حکم حسینی جنگ نہ کی، ہر وار سہا ہر ظلم سہا
تھا ہوش میں جب تک فکر یہ تھی، پیاسی نہ سکینہ رہ جائے
زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

جب تک کہ یہ سکت اس جسم میں ہے حق اپنا ادا کر دینا ہے
قسمت جو سعادت دے ہم کو یہ جان فدا کر دینا ہے
یا اشک سے یا خون دل سے اس دامن کو بھر دینا ہے
آئی ہے یہاں اک شہزادی امید کا دامن پھیلانے
زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

یہ ماتم ہے بل من کی صدا، ہر اشک ہے جذبہ نصرت کا
یوں حق کی طرف آجانے کا حاصل ہے ابھی تک ایک موقع
پہچان ضمیر و دل کی صدا اس ماتم میں شامل ہو جا
شہیز بلاتے ہیں اب تک، گرڑ ہو کہیں تو آجائے
زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

وعدے کے حسینؑ نے جتنے تھے سب نبھادیئے

وعدے کے حسینؑ نے جتنے تھے سب نبھادیئے

حق کے دیئے جلا دیئے گھر کے دیئے بھادیئے

روشن کئے چراغ حق اس طرح سے حسینؑ نے

اپنے لہو سے راستے سب دیں کے جگمگا دیئے

سبر و رضا کی تیغ سے اکا نا گلا یزید کا

کوہ علم اٹھا لئے قصرِ ستم گرادیئے

جو تھا خدا کی راہ میں وہ سب کا سب لٹا دیا

گھر تو اجڑ گیا مگر حق کے چمن بسا دیئے

سوئی ہوئی تھی اُمتِ احمدؐ، اُسے جگا دیا

تپتی ہوئی زمین پر لختِ جگر سُلا دیئے

ہم کو ڈرائیں گی بھلا کیا مشکلیں جہان کی

دردِ غمِ حسینؑ نے ہیں حوصلے بڑھا دیئے

ہم سے کہاں ہوئے سوال، منکرِ تکبر تو فقط

نامِ علیؑ - زباں پہ آیا تو مسکرا دیئے

غم شبیر امانت ہے میرے سینے میں

غم شبیر امانت ہے میرے سینے میں
اک یہی بات ہے، جو دل ہے لگا جینے میں

غم شبیر امانت ہے میرے سینے میں

تیرا بندہ علیؑ ہے، کہ خدایا تو نے
اپنی تصویر، سجا رکھی ہے آئینے میں

غم شبیر امانت ہے میرے سینے میں

رن میں ہم شکل پیمر کو نہ بھیجیں مولا
کوئی برچھی نہ اتر آئے کہیں سینے میں

غم شبیر امانت ہے میرے سینے میں

یہ مسلمان عجب دشمن پیمر ہیں
دیکھ سکتے نہیں تصویر بھی آئینے میں

غم شبیر امانت ہے میرے سینے میں

بچہ چھ ماہ کا تھا، سامنے دریا تھا رواں
کیا گھٹا جاتا تھا دو گھوٹ بھلا پینے میں

غم شبیر امانت ہے میرے سینے میں

الفِ شبیر کی جس دل میں پھیلی چاندنی

الفِ شبیر کی جس دل پھیلی چاندنی

اُس کی قسمت میں یہاں بھی ہے وہاں بھی چاندنی

عزمِ شبیرؔ کی کو دھمکا تا ہے تخت و تاج سے

اے امیرِ شام ہے یہ چار دن کی چاندنی

کربلا سے خُلد تک اک خط کھنچا ہے نور کا

چاند زیرِ خاک ہے تا عرش اُس کی چاندنی

اتنی تاریکی میں روشن ہے مثالِ ماہتاب

پیکرِ اسلام میں یہ کس نے بھردی چاندنی

تذکرہ جب فاطمہؑ کے ماہِ پاروں کا چھڑا

خونِ دل آنسو بنے، آنکھوں سے برسی چاندنی

بہہ گیا اشکوں سے طغیانی میں دربارِ یزید

کربلا میں اس قدر پیاسوں کی روئی چاندنی

خون کے آنسو ہے صغریٰؑ کو رلاتی چاندنی

دیکھ کر چاند آگئی، یاد اپنے گھر کی چاندنی

اب نہیں لگتی کسی پہلو بھی اچھی چاندنی

شبہٴ سفر میں ہیں کہاں کا چاند کیسی چاندنی

دل متور ہو گیا ، حُر کی چھٹیں تاریکیاں

دیکھنے میں تھی گھٹا کالی پہ برسی چاندنی

خواب سا لگتا ہے ، یہ گھر بھی کبھی آباد تھا

ہر طرف تھے چاند روشن ، ہر طرف تھی چاندنی

اکبرؒ و اصغرؒ ، محمدؐ ، عونؒ ، عباسؑ علیؑ

روشنی ہی روشنی تھی ، چاندنی ہی چاندنی

قاسم گل پیر بہن سا بھائی ، کبریٰ سی بہن

اپنے گھر کا چاند تھا ، اور اپنے گھر کی چاندنی

گھوڑوں کی ٹاپوں میں آکر پس گیا زہرا کا چاند

کربلا کی خاک پر بکھری پڑی تھی چاندنی

اے فلک تو ہی بتا وہ سب کہاں پر سو گئے

اب کہاں وہ چاند پھیلاتے ہیں اپنی چاندنی

مرحباسید ابرار حسین ابن علی

مرحبا سید ابرار ، حسین ابن علی

پسر احمد مختار ، حسین ابن علی

ہو بہو حیدر کرار، حسین ابن علی

ایک خود لشکر جرار، حسین ابن علی

توڑ کر وقت کے مرحب کی کلائی رکھدی

راہ پر حق کی شمع تو نے جلائی رکھدی

شمع وہ جس میں ہے معنی شہادت پنہاں

گلشنِ فاطمہ زہرا کی ہے، نکبت پنہاں

صبر کی شکر کی ، ایثار کی نعمت پنہاں

بنی آدم کی ، ہے برداشت کی قوت پنہاں

شمع وہ جو کہ جلی تھی کبھی ویرانے میں

آج روشن ہے ہر اک دل کے عزا خانے میں

بعد احمد کے ، کچھ اس طرح سے بگڑا تھا نظام

چند ہاتھوں میں کھلونے کی طرح تھا اسلام

بدعتیں عام تھیں ، احکام شریعت تھے حرام

شہدے سے دیکھا نہ گیا ، مٹتے ہوئے حق کا پیغام

حق کی تبلیغ کو ہاتھوں پہ لئے سر نکلے

لیکے شبیر ، مدینے سے بھرا گھر نکلے

ساتھ چن چن کے لئے، گلشنِ زہرا کے گلاب
 علی اصغر کا تبسم، علی اکبر کا شباب
 لال زینب کے، زمانے میں نہیں جن کا جواب
 بن گئے خرمنِ باطل کے لئے، حق کا عتاب

تختِ شاہی کی نگاہوں میں نگاہیں ڈالے
 چڑھ گئے دار پہ، آغوشِ علیؑ کے پالے

دلولہ شاہ کے انصار کا تھا، قابلِ دید
 سطحِ دنیا سے بلند، عقل سے دنیا کے بعید
 نصرتِ حق میں مرے، روند گئے تاجِ یزید
 اس کو کہتے ہیں شہادت، اسے کہتے ہیں شہید

غور سے دیکھ، تصور میں بسالے ان کو
 یہ وہ انساں ہیں، کبھی موت نہیں ہے جن کو

یونہی بے وجہ دھڑکنے سے نہیں کچھ حاصل
 ہر نفس میں، غمِ شبیرؑ بسالے اے دل
 ان کے قدموں سے ہے، لپٹی ہوئی راہِ کامل
 یہ ہیں وہ، ڈھونڈتی پھرتی ہے جنہیں خود منزل

ہنس کے برچھی کی آئی، دل سے لگا لیتے ہیں
 زیرِ خنجر بھی، یہ اُمت کو دعا دیتے ہیں

کس کی ہمت ہے کرے باب میں سرور کے کلام
 ذہن انسان سے بالا ہے غلاموں کا مقام
 جس طرح لاش پہ بیٹوں کی گئے، شاہِ انام
 پہنچے انصار کی نصرت کو، اسی طرح امامؑ

ہر سپاہی کی گئے لاش پہ، ہر بار کی جنگ
 کربلا میں لڑی شبیرؑ نے، کردار کی جنگ

شکر کرتے تھے خدا کا، جو برستے تھے تیر
 اُف نہ کی، مٹی رہی بھائی حسنؑ کی تصویر
 سامنے مر گیا آنکھوں کے، تڑپ کر بے شیر
 ڈمگائے نہ قدم، واہ رے عزمِ شبیرؑ

جب کوئی لال، کلیجے پہ سنا کھاتا ہے
 رنگِ شبیرؑ کے چہرے کا نکھر جاتا ہے

گھر گھر میں، صفِ ماتمِ شبیرؑ بچھا دے

گھر گھر میں، صفِ ماتمِ شبیرؑ بچھا دے

نعتِ غمِ شبیرؑ کی، گر تجھ کو خدا دے

دنیا کو پیامِ شہدِ مظلوم، سنا دے

ماتم کی صدا سے دلِ باطل کو ہلا دے

پردہ جو نگاہوں پہ ہے، دنیا کی ہٹا دے

گھر گھر میں، صفِ ماتمِ شبیرؑ بچھا دے

ہے مرد وہی، کر کے جو وعدے کو نبھا دے

اک سر کی ضرورت ہو، بہتر (۷۲) کا گلا دے

بازوئے علمدارؑ دے، بہنوں کی رِدا دے

جو کچھ بھی ہو، سب راہِ محبت میں لٹا دے

اتنا دے، کہ بدلے میں خدا سوچے کہ کیا دے

دنیا میں سدا بن کہ رہو حق کی پیامی

ظالم کے مخالف رہو، مظلوم کے حامی

اعمال کو کھا جاتی ہے ایمان کی خامی

ہر ایک کو ملتی نہیں، سرورؑ کی غلامی

نعت یہ میسر ہے اُسے جس کو خدا دے

حق کیا ہے، زمانے کو بتاتے ہوئے نکلو

پردہ رُخِ باطل سے ہٹاتے ہوئے نکلو

جاگے ہوئے فتنوں کو، سُلاتے ہوئے نکلو

سوتے ہوئے ذہنوں کو، جگاتے ہوئے نکلو

نعرہ وہ کرو کفر کی دیوار جو ڈھا دے

کوثرِ غمِ سرور " میں، لٹاتے ہوئے نکلو
روتے ہوئے دنیا کو، رُلاتے ہوئے نکلو
مظلوم " کا پیغام، سناتے ہوئے نکلو
عباس " کے پرچم کو، اٹھاتے ہوئے نکلو

ہر نقشِ قدم راہِ حقیقت کا پتہ دے

بتلاؤ کے شبیر " سا رہبر نہ ملے گا
کونین میں ان کا کوئی، ہمسر نہ ملے گا
سردارِ جناں، ساتیِ کوثر، نہ ملے گا
اس در کے سوا اور کوئی، در نہ ملے گا

جس در پہ فرشتہ بھی گدا بن کہ صدا دے

ممکن نہ ہوا کر کے، جو سرور " نے دکھایا
خوشنودیِ مولا میں، بھرے گھر کو لٹایا
اکبر کو اٹھایا، کبھی اصغر " کو سلایا
شبیر " نے سر دے کے، زمانے کو بتلایا

زندہ ہے وہی موت کی گردن جو جھکا دے

بڑھتے ہوئے باطل کے، قدم توڑنے والے
ایوانِ تکبر کے صنم، توڑنے والے
اے تشنہ دہاں خاک پہ، دم توڑنے والے
حیران ہیں خود تجھ پہ ستم، توڑنے والے

ہے کون تیرے تیغ، جو اُمت کو دعا دے

یہ صبر یہ ضبط اور یہ ، ہمت نہیں دیکھی
انساں کی یہ معراج ، یہ عظمت نہیں دیکھی
جو تیرے کسی دل میں ، یہ جرأت نہیں دیکھی
حیدر کی قسم ہم نے ، یہ قوت نہیں دیکھی

قلّت سے جو کثرت کے ، ارادوں کو مٹا دے

کہنے کو مسلمان تھے ، وہ ظلم کے بانی
مہمان بلا کر نہ دیا ، شاہ کو پانی
مٹی میں ملا دی ، علی اکبرؑ کی جوانی
ہمشکل پیہرؑ تھا وہ ، بشیرؑ کا جانی

تصویر کا یہ رخ بھی زمانے کے دکھا دے

چہرے پہ ملے خون، قدم تیز بڑھائے
اک ننھی سی میت کو ، کلیجے سے لگائے
یہ کون چلا جاتا ہے ، گردن کو جھکائے
ماں در پہ ہے خیمے کے، کہیں دیکھ نہ پائے

فضّہ سے کہو، خیمے کے پردے کو گرا دے

سدا رہے گا حسینؑ کا غم

سدا رہے گا حسینؑ کا غم

یہ شورِ گریہ، یہ شورِ ماتم

سُنی ہوئی داستانِ پُر غم

اک آہ بن کر اُبھر رہی ہے

وہ کر بلا کی صدائے پر غم

سدا رہے گا حسینؑ کا غم

اُٹھے جو ظلم و ستم کے جھوٹکے

سوال یہ تھا کہ کون روکے ؟

حسینؑ ابنِ علیؑ کے در پر

جہی ہوئی تھی نگاہِ عالم

سدا رہے گا حسینؑ کا غم

بڑھا جو حد سے غرورِ باطل

تڑپ اُٹھا پھر حسینؑ کا دل

چلا حرم کو وطن سے لے کر

ردائے زینبؑ بنا کے پرچم

سدا رہے گا حسینؑ کا غم

اصولِ فکر و عمل کو موڑا

یزیدیت کے فسوں کو توڑا

ہر ایک دیوارِ ظلم ڈھا کر
 بنا گیا دیں کا قصرِ محکم
 سدا رہے گا حسینؑ کا غم
 جفاؤں کا دل پلا کے اٹھا
 جو قبرِ اصغرؑ بنا کے اٹھا
 جواں کی میت پہ مسکرا کر
 بدل گیا فکرِ نسلِ آدمؑ

سدا رہے گا حسینؑ کا غم
 سنبھل کے ٹوٹے ہمیں زمانہ
 گزر گیا دورِ تازیانہ
 بغور سُن لیں جہان والے
 اب اس علم کے ہیں پاساں ہم
 سدا رہے گا حسینؑ کا غم

جو اشک پلکوں سے ڈھل رہے ہیں
 وہ ظلم کا رُخ بدل رہے ہیں
 یہ آہ و شیون کی اس فضا میں
 گھٹا گھٹا سا ہے کفر کا دم
 سدا رہے گا حسینؑ کا غم

نہ رُک سکے ہے نہ رُک سکے گی

یونہی جب ذکر کہیں شہہ کا چھڑا، آپ سے آپ

یونہی جب ذکر کہیں شہہ کا چھڑا، آپ سے آپ

آگئی کھینچ کے وہیں کرب و بلا آپ سے آپ

بہر تلقین علیؑ آئیں گے، بالیں پہ مری

قبر میں آئے گی، جنت کی ہوا آپ سے آپ

وہ چلیں بنتِ اسد بھل اٹھی دیوارِ حرم

در نیا کعبہ میں تیار ہوا، آپ سے آپ

کر بلا چھوڑ کے جنت کی کریں کیوں خواہش

یہیں آجائے گی جنت بہ خدا، آپ سے آپ

کتنے ہو جاتے ہلاک، آپ جو ہوتے نہ علیؑ

ہو کے مجبور زمانے نے کہا، آپ سے آپ

اتفاقاً جو ہٹی چہرہ اکبرؐ سے نقاب

اشقیٰ پڑھنے لگے صلِ علیؑ آپ سے آپ

حق کہیں چھین کے ملتی ہے، جہاں میں رفعت

یوں تو بن بیٹھا تھا فرعون، خدا آپ سے آپ

اللہ اللہ وہ، اصغر کا ، جہاد اکبر

رکھ دیا نوک پہ ناوک کی گلا ، آپ سے آپ

اُس طرف گھوڑے سے عباس ، ترائی میں گرے

اس طرف گر گئی زینب کی ردا ، آپ سے آپ

کھینچ کر سینہ اکبر سے سناں چپ تھے حسین

ہاں مگر ہلتا رہا عرشِ غلے ، آپ سے آپ

بنتِ زہرا کو اگر شک ہے ، یہ بولے انصار

حکم دیں کاٹ لیں ہم اپنا گلا ، آپ سے آپ

مولا مرا حسینؑ ہے، آقا مرا حسینؑ

مولا مرا حسینؑ ہے ، آقا مرا حسینؑ

بر تر نبی کی ذات سے ، کوئی بشر نہیں

بعد از نبیؑ ، علیؑ کی ولایت پہ ہے یقین

کرب و بلا کی خاک سے کرتا ہوں مس جبیں

قبلہ مرا حسینؑ ہے ، کعبہ مرا حسینؑ

ہر رنگ و نسل و عہد پہ جاری ہے ، جس کا غم

کرتا ہوں اُس کے در پہ ، جبیں نیاز خم

یا رب اسی کا ذکر ہو ، لب پر جو نکلے دم

آنکھوں میں اشکِ غم ہو ، زباں پر ہو یا حسینؑ

ٹکرا رہا تھا دین سے ، شاہی کو میر شام

اسلام دے رہا تھا صدا ، المددِ امام

اٹھا پسرِ بتولؑ کا ، لے کر علیؑ کا نام

ٹوٹا یزیدیت کا بھرم ، چھا گیا حسینؑ

سر کے نہیں قدم سر میدان سر گیا

ہنتا ہوا ہر ایک جری ، رن میں مر گیا

بتلاؤ ، کون ظلم کے ، خنجر سے ڈر گیا

اول شہیدِ حُر ، ریاحی سے تا حسینؑ

اتنا جری تھا، لال علیؑ کا خدا گواہ
دفا کے لاش اصغر، بے شیر، کی نہ آہ
رُخ پر شکن بھی آئی، نہ اللہ کی پناہ

عاشور کو وہ رَن میں، ترا حوصلہ حسینؑ

وہ وقتِ عصر اور وہ میدانِ کربلا
اُکھڑی ہوئی وہ سانس وہ خنجر لعین کا
تارِ نفس سے کاٹ گیا، ظلم کا گلا

صلِ علیؑ نبیؑ کے پسر، مرجا حسینؑ

آلِ نبیؑ کے علم و فرست میں، کیا کلام
کر کے گئے تھے خطبہٴ زینبؑ، کا اہتمام
کرب و بلا کی صبح، شہادت سے تا بہ شام

مٹا گیا یزید، اُبھرتا گیا حسینؑ

چالیس دن پڑی جو رہی، لاش بے کفن
تیغ و سناں و تیر سے چھلنی تھا، جس کا تن
کچلا گیا ہے گھوڑوں کی ٹاپوں سے، جو بدن

اے کلمہ گو نبیؑ کا ہے یہ لاؤ لا حسینؑ

واہ اے حسینؑ، راز زندگی کو پالیا

واہ اے حسینؑ ، راز زندگی کو پالیا
پیسیروں سے جو نہ اُٹھ سکا وہ بار اٹھا لیا
کچھ اس طرح سے بڑھ کر موت کو، گلے لگا لیا
حیات مسکرا اُٹھی اجل نے سر جھکا لیا

حسینؑ زندہ باد پائندہ باد

موت کو حیات کر دیا حسینؑ، مرجبا
اے حسینؑ مصطفیٰؐ کے نورِ عین مرجبا
علیؑ کی جان فاطمہؑ کے دل کے چین، مرجبا
ہر ایک زبان پر ہے شاہِ مشرقینؑ ، مرجبا

حسینؑ زندہ باد پائندہ باد

ظلم و جور ختم ہو گئے گذر گیا یزید
ظلم خود ہے دم بخود وہ کام کر گیا یزید
کس طرف گئے حسینؑ اور کدھر گیا یزید
مر کے بھی جئے حسینؑ جی کے مر گیا یزید

حسینؑ زندہ باد پائندہ باد

یزیدیت تھی اوج پر زوال پر تھا آدمی
پناہ کی تلاش میں بھٹک رہی تھی زندگی
لبوں پہ جاں تھی سانس لے رہا تھا دینِ آخری
تیرے لہو سے جی گئی شریعتِ محمدیؐ

حسینیتِ زندہ باد پائندہ باد

عجیب طرز سے جہاں ، کو درسِ بندگی دیا
نہا کے اپنے خون میں ، خدا کا شکر ادا کیا
تڑپ تڑپ کے سامنے ، جواں لال مر گیا
علیؑ کے لال نے مگر نہ سر کو اپنے خم کیا

حسینیتِ زندہ باد پائندہ باد

بجھا کہ اپنے گھر کا نور ، دل میں نور بھر گیا
دلوں کو سر کیا اگرچہ ، دیکھنے میں سر گیا
جو گھنٹیوں نہ چل سکا ، بڑے بڑوں سے بڑھ گیا
ہنسی ہنسی میں دل میں کائنات کے اتر گیا

حسینیتِ زندہ باد پائندہ باد

جوان لال کو سگتی ریت ، پر سلا دیا
خدا کی راہ میں ، صغیرؑ کا گلا بڑھا دیا
بڑھا جو ظلم اور ، تو خود اپنا سر کٹا دیا
یزیدیت کو حشر تک نگاہ سے گرا دیا

حسینؑ زندہ باد پائندہ باد

لبوں پہ پھیر کر زبان ، اک سوال بن گیا
پدر کے ہاتھ پر، جوان نونہال بن گیا
وفا کی راہ میں، حسین کا کمال بن گیا
صغیرؑ بے زباں ، یزید کا زوال بن گیا

حسینؑ زندہ باد پائندہ باد

کام لیتے گر حسینؑ ابنِ علیؑ، تلوار سے

کام لیتے گر حسینؑ ابنِ علیؑ، تلوار سے

خون کا دریا اُبلتا دشت سے کہسار سے

ابنِ حیدر میں تھے تیور، حیدر گزار سے

جو چڑھا رخ پر اسے دو کر دیا، اک وار سے

لافتی کا شور اُٹھتا، خیبری سب بھاگتے

وہ تو کہیے، جنگ کرنی ہی نہ تھی کفار سے

غیظ کی بس اک نظر کافی تھی ان کے واسطے

جنگ کیا کرتے عدو شہہؑ کے علمبردار سے

حق سر در با گونجا فتق ہوا باطل کا رنگ

بنتِ حیدرؑ ہے مخاطبِ شام کے دربار سے

باندھ کے سر سے کفن، ٹکرا گئی آلِ نبیؐ

ظلم سے، نفرت سے، نخوت سے، رن سے دار سے

حق ابھرتا ہے جب، اُٹھتی ہے صدائے حسینؑ

ظلم کی رنگت بدل جاتی ہے اس للکار سے

حشر تک ہوتا رہے، یونہی غمِ سبطِ نبیؐ

رونقِ مجلس ہے، ذکرِ سیدِ ابرار سے

دے کے جاتے کی رضا، رن کو حسین ابن علیؑ

دیر تک دیکھا کئے، اکبر کی صورت پیار سے

جس کا بچہ کھیلتا، ہنستا ہوا دم توڑ دے

کیا گزر جاتی ہے پوچھ اس ماں کے قلبِ زار سے

کانپ اٹھے ارض و سما، کیا جائیے کیا کہہ دیا

ایک بیٹی نے لپٹ کر باپ کے رہوار سے

کس جگہ تڑپے کہاں روئے، کہاں فریا و کی

حالتِ بیمار پوچھو شام کے بازار سے

زندگی ماتمِ سروڑ کے سوا، کچھ بھی نہیں

زندگی ماتمِ سروڑ کے سوا، کچھ بھی نہیں
غم یہ مل جائے تو پھر آبِ بقا کچھ بھی نہیں

آل کو چھوڑنے والو کا بھی ، کیا حشر ہوا
عمر بھر سجدے کئے ، اور ملا کچھ بھی نہیں

مجھ کو پہنچانو ، میں عباسؑ ہوں ، حیدر کا پسر
یہ ترائی نہ اُلٹ دی ، تو کیا کچھ بھی نہیں

ہم اگر چاہیں تو دنیا تہ و بالا کر دیں
بولے عباسؑ ، یہ لشکر بخدا کچھ بھی نہیں

رودئے ، سب ستم و جور کے بانی رن میں
لب بے تو مگر ، اصغرؑ نے کہا کچھ نہیں

گھر لوٹا دوں گا راہِ حق میں یہ بولے شبیرؑ
دین قائم رہے ، اصغرؑ کا گلا کچھ بھی نہیں

قلبِ اکبرؑ بھی ترا ، دستِ برادر بھی ترا
سب ترا ہے مرے مالک ، ہے مرا کچھ نہیں

ہے سعادت ، جو تیرے نام پہ کام آجائے
میرا سر یا سرِ زینبؑ کی ردا کچھ بھی نہیں

فاطمہ کے چین نے، علی کے نورعین نے

فاطمہ کے چین نے علی کے نورعین نے

با خدا حسین نے دین کو بچا لیا

حرف آرہا تھا، دین مصطفیٰ کے نام پر

منبر رسولؐ بک رہا تھا تخت شام پر

دین کی اساس نے، دست حق شناس نے

امت محمدی کو، خواب سے جگا دیا

دین کو بچالیا باخدا حسین نے

ہر طرف سے بند ہو چکے تھے حق کے راستے

خون مانگتا تھا دین زندگی کے واسطے

دین کے اصول نے نائب رسولؐ نے

زندگی کا فرض اپنے خون سے چکا دیا

دین کو بچالیا باخدا حسین نے

بڑھتے بڑھتے بات جب اصول دین پہ آگئی

اور یزیدیت کی شکل میں عروج پاگئی

بڑھ کے پھر دلیر نے شیر حق کے شیر نے

دوپہر میں تخت و تاج و قیصر شام ڈھا دیا

دین کو بچالیا باخدا حسین نے

دل کہاں سے لاؤں جو کروں واقعہ بیاں
تین دن کی پیاس میں وہ حوصلہ تھا الاماں
ظلم کے اسیر نے ، رن میں اک صغیر نے
مسکرا کے فوج شام کو ، رُلا رُلا دیا

دین کو بچالیا باخدا حسین نے

لاکھ جان و دل نثار سید انام پر
رو دیا فلک بھی بے کسی تشنہ کام پر
اپنے مہ جبین کو دلبر حسین کو
کھینچ کر گلے سے تیر جب گلے لگا لیا

دین کو بچالیا باخدا حسین نے

دفن کر چکے جو پارہ جگر کو شاہ دیں
قبر پر چھڑکنے کو ملا نہ آب جب کہیں
شاہ دل ملول نے دلبر بتول نے
لحد بے زبان کو اپنے آنسوؤں سے ترکیا

دین کو بچالیا باخدا حسین نے

دل تڑپ اٹھا جو کربلا کی یاد آگئی
تشگنی شاہ کربلا لہو رُلا گئی
شہ کے غمگسار نے چشم اشک بار نے
دامن رہ نجات موتیوں سے بھر دیا

دین کو بچالیا باخدا حسین نے

ہر پل ساعت ہر دم، ماتم ہاں شبہ کا ماتم

ہر پل ساعت ہر دم
ماتم ہاں شبہ کا ماتم

جب نام شبیر لیا
بھول گئے دنیا کے غم

ماتم ہاں شبہ کا ماتم
آتی ہے اک بی بی کی
آواز گریہ پیہم

ماتم ہاں شبہ کا ماتم
پہنچے لاش اکبر پر
گرتے پڑتے شاہ اُم

ماتم ہاں شبہ کا ماتم
تشنہ باپ کے ہاتھوں پر
توڑ دیا بے شیر نے دم

ماتم ہاں شبہ کا ماتم
لے آئے ہیں مقتل سے
لاشہ اکبر شاہ اُم

ماتم ہاں شبہ کا ماتم

لو وہ کنارے نہر ہوئے
بازوئے عباسِ قلم

ماتم ہاں شہہ کا ماتم
بھائی کے قدموں پر لو
توڑ دیا بھائی نے دم

ماتم ہاں شہہ کا ماتم
تر ہے خون سے غازی کے
مشکیزہ کے ساتھ علم

ماتم ہاں شہہ کا ماتم
خیموں میں ہے آگ لگی
جائیں کہاں اب اہل حرم

ماتم ہاں شہہ کا ماتم
دُڑے ہائے عابد کو
مارتا ہے شمرِ اظلم

ماتم ہاں شہہ کا ماتم

سوکھے ہوئے لب، ”ہل من“ کی صدا
تاریخ بھلا سکتی ہے بھلا
کیا عالم غربت ہے بہ خدا
ہے کون ستم سہہ کراتے راضی بہ رضا رہے

یہ ماتم صدا رہے اور اس سوا رہے

شبہ کہتے تھے اصغر نہ رہے
عباس و علی اکبر نہ رہے
بہنوں کی میرے چادر نہ رہے
شیر کا سر ہوتن سے جدا دین مصطفیٰ رہے

یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

خون دل سے ہاں اہل عزا
ہر موڑ سے تابہ کرب و بلا
روشن رکھو اک اک زرہ
ہر آنے والے حڑ کے لئے یہ دستہ کھلا رہے

یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

قرآن اور حسین

واللہ سر مُو فرق نہیں ہے دونوں کے مابین
اترا وہ قلب محمدؐ پر یہ زہراً کے گھر میں آیا
تا بہ کوثر اک دوسرے سے ہوں گے نہ کبھی یہ دونوں جدا
دونوں میں نور ہے دونوں کی منزل کعبہ قوسین
قرآن اور حسین

وہ خواب ہے اور تعبیر ہیں یہ وہ خاکہ ہے تعمیر ہیں یہ
قرطاس دو عالم پر لکھی تحریر ہے وہ تعمیر ہیں یہ
محبوب الہی کے دل کو یہ دونوں ہی ہیں چین
قرآن اور حسین

وہ معجزہ ہے اعجاز ہیں یہ وہ نور ہے یہ اس کا پیکر
پروان چڑھے ہیں یہ دونوں آغوش پیمبر میں پل کر
قرآن لبوں سے کھلتا تھا اور زلفوں سے حسینؑ
قرآن اور حسین

ہر مومن پر ہر مسلم پر فرض ان دونوں کی الفت ہے
لاریب اصول دین ہیں یہ ان کو اللہ سے نسبت ہے
یہ اُس کے ولی ہیں عالم ہے جس کے زیرِ نعلین

حسین سب تیری قربانیوں کا صدقہ ہے

حسین سب تیری قربانیوں کا صدقہ ہے
 کہ آج تک دل انسانیت دھڑکتا ہے
 غم حسین میں آنسو پھر اس کے بعد ارم
 خرید لو کہ یہ سودا بہت ہی سستا ہے
 لبو حسین کا کچھ ایسا کر گیا روشن
 کہ آندھیوں میں بھی حق کا چراغ جلتا ہے
 مبالغہ کی یہ سورت بتا رہی ہے ہمیں
 کہ نچتین کے مقابل جو آئے جھوٹا ہے
 حسینیت کو لبو چاہیے بقا کے لئے
 یزیدیت نے پھر اک بار سر ابھارا ہے
 اسے حسین سے نسبت نہ دو خدا کے لئے
 جو مصلحت سے غم شہ میں کام لیتا ہے
 ہے کیا جواز ستم اے زمین کرب و بلا
 کہ تین روز سے مہمان تیرا پیاسا ہے
 الہی خیر کسی کی نظر نہ لگ جائے
 ضعیف باپ کا کڑیل جوان بیٹا ہے
 جسے حسین نے اٹھارہ سال پالا تھا
 زمین گرم پہ وہ ایڑیاں رگڑتا ہے
 خدا اس کو طمانچہ نہ مار اے ظالم
 یہ بچی غم کی ستائی ہوئی سکینہ ہے
 نہ لوٹ چادر زمیٹ نہ چھین سر سے ردا
 یہ بنت زہرا ہے ظالم یہ بنت زہرا ہے
 سر اپنا پیٹ کے روئے تڑپ تڑپ کے حبیب
 سنا جو بنت علی نے سلام بھیجا ہے

شمیر کا ماتم کیا زہرہ دعالی

شمیر کا ماتم کیا زہرہ سے دعالی ہم آئے نہیں فرشِ عزا سے کبھی خالی

خاکِ در زہرہ سے جبیں کیا ہے سجالی جنت ہے کھڑی در پہ میرے بن کے سوالی

سینے سے سناں کھینچ کے فرزندِ نبیؐ نے لاش اکبرؑ مہر کی کلیجے سے لگالی

ہلے لگی مقتل کی زمین جب شبہ دیں نے برچی علی اکبرؑ کے کلیجے سے نکالی

لوٹا گیا زہرہ کا چمن کرب و بلا میں ماؤں کی بھری گود یہاں ہو گئی خالی

موجوں کو تڑپتا ہوا چھوڑ آیا لب نہر غازی نے نظر مڑ کے بھی پانی پہ نہ ڈالی

لے جاتے کہاں میت بے شیر کو شمیر اک ننھی سے تربت وہیں مقتل میں بنالی

ساحل پہ تڑپتا رہا عباس کا لاشہ خیمے میں تڑپتی رہی آغوش کی پالی

پیغام حسینؑ ابن علیؑ زندہ رہے گا

مٹ جائیگا ہر نقش ہر اک شے کو فنا ہے
لیکن شہہ مرداں کی قسم حق کو بقا ہے
شیر نے خنجر کے تلے وعدہ لیا ہے

اسلام سدا زندہ و پائندہ رہیگا

احمدؑ کے نواسے کا حقیقت میں کرم ہے
اسلام سلامت ہے حفاظت میں حرم ہے
شیرؑ تو انسان کی عظمت کا بھرم ہے

عظمت کا یہ تارہ یونہی رخشندہ رہے گا

پھر سوچ لے ہے وقت ابھی خوب سمجھ لے
شیرؑ کو عظمت کی کسوٹی پہ پرکھ لے
یہ بات حقیقت ہے اسے ذہن میں رکھ لے

حق ابھرے گا باطل سدا شرمندہ رہے گا

ہر سال محرم میں مناتے ہیں یہی غم
کرتے ہیں یونہی سید ابراؑ کا ماتم
ہم اہل عزا طور بدلتے نہیں ہر دم

جو کل تھا وہی آج ہے آئندہ رہے گا

شیرؑ کا ماتم نہ رکے گا نہ رکا ہے
واللہ یہ معصومہ عالم کی دعا ہے
اس غم کے مقابل میں جو غم لایا گیا

باطل ہے وہ مٹ جائے گا حق زندہ رہے گا

پھر کھیل رہے ہیں وہ وہی کھیل پرانا
ابلاغ کی قوت سے حقیقت کو دبانا
یہ سچ ہے کہ جھوٹوں کا جہنم ہے ٹھکانا

شرمندہ سدا ظلم کا کارندہ رہے گا

سچ سچ ہے زمانے میں فسانہ ہے فسانہ
آسان نہیں حق کی یہ آواز دبانا۔۔۔
عالم میں ہے ممتاز محمدؐ کا گھرانہ

یہ تلبہ ابد حق کا نمائندہ رہے گا

شبیرؑ نے واللہ بڑا کام کیا ہے
اسلام پہ جو تیر چلا دل پہ لیا ہے
خون رگ گردن سے اسے غسل دیا ہے

اسلام کا چہرہ یونہی تابندہ رہے گا

آئینہ کی صورت سے ہر ایک چہرہ عیاں ہے
زر کس کا ہے سوداگر ایمان کہاں ہے
کچھ دشمنیء آل کی حد اہل جہاں ہے

کب تک یہ دلوں میں پسر ہندہ رہے گا

جب کبھی فرشِ عزا شہہ کا بچھا دیتے ہیں

جب کبھی فرشِ عزا شہہ کا بچھا دیتے ہیں
دل کے جذبات کو پلکوں پہ سجا دیتے ہیں
عرش سے رو کے فرشتے یہ صدا دیتے ہیں
سواژ دعا دیتے ہیں
یونہی قائم رہے اکبر کی جوانی کا الم
یونہی تجھے رہیں ہر سال وفا کے پرچم
یونہی ہوتا رہے شہید کا ہر سو ماتم
اجر الفت کا یونہی اہل ولادیتے ہیں

زندگی کیا ہے حقیقت میں غم شاہ ہدا
جس کے پیانے پہ ملتی ہے سزا اور جزا
دیکھ کے خر کے مقدر کو سبق لے دنیا
ایسے بگڑی ہوئی تقدیر بنا دیتے ہیں
غم میں شہید کے منہ اشکوں سے دھونے والے
جان زہرا کے لیے جان کو کھونے والے
آ ادھر آ مرے شہید کو رونے والے
میر کوثر لب کوثر پہ صدا دیتے ہیں
کون ہے آل محمد سے کسے پیار نہیں
دل میں الفت ہو تو رونے میں کوئی عاز نہیں
آل احمد کی کیا اتنے کی بھی حقدار نہیں
اشک دو چار تو غیر آ کے بہا دیتے ہیں
ٹوکنے والے منا کر غم شہید تو دیکھ
الفت سبط پیہر کی تاثیر تو دیکھ
چند اشکوں کے عوض خلد کی جاگیر تو دیکھ
اشک پہ نار جنم کو بچھا دیتے ہیں
کیوں ہے ماہوس کبھی مانگ کے دیکھ اس گھر سے
موت بھی آئی تو خالی نہ گئی اس در سے
بھر دیا گود کو سروڑ نے بہتر (۷۲) سر سے
یہ نئی وہ ہیں طلب سے بھی سوا دیتے ہیں

ہائے میرا بیمار امام

بعد قتل شاہ امام
ہائے رے غربت کی وہ شام
غش میں پڑا ہے تشنہ کام
ہو جائے غم سے نہ تمام

ہائے مرا بیمار امام

دڑے ہیں تعزیریں ہیں
پاؤں میں زنجیریں ہیں
ہاتھوں میں تقدیریں ہیں
چلنا ہے مشکل دو گام

ہائے مرا بیمار امام

زخم لہو برساتا ہے
دل ہے کہ چھلکا آتا ہے
دڑے کھاتا جاتا ہے
لحہ لمحہ گام بہ گام

ہائے مرا بیمار امام

بغض و حسد سے کینوں سے
لو دیتے ہوئے سینوں سے
کلمہ گو بے دینوں سے
چھلکا ہوا بازارِ شام

ہائے مرا بیمار امام

ماؤں بہنوں کے چہرے
 بالوں کے پیچھے ہیں چھپے
 ہاتھ بندھے ہیں سر ہیں کھلے
 سامنے ہے اک مجمع عام

ہائے مرا بیمار امام
 مجمع سارا ہنستا ہے
 دل کا زہر اگلتا ہے
 خون کے آنسو روتا ہے
 سر کو جھکائے، تشنہ کام

ہائے مرا بیمار امام
 کلمہ گویوں کا مجمع
 اور پیہر کا کنبہ
 حیف ہے سر ننگے ہے کھڑا
 آج سر دربار شام

ہائے مرا بیمار امام
 تیر سا دل پہ لگتا ہے
 اک رن میں بستہ ہے
 شمر شمر ہنستا ہے
 لے لے کر ایک ایک کا نام

ہائے مرا بیمار امام

اُمّ رباب یہ یلیٰ ہے
یہ کلثوم یہ کبریٰ ہے
یہ معصوم سکینہ ہے
اور ہے زینب اس کا نام

ہائے مرا پیار امام
بسم اللہ لکھ کر
الحمد للہ لکھ کر
کلمہ الا اللہ لکھ کر
لکھو ابوطالب کا نام

ہائے مرا پیار امام
صبر کی حد دکھلاتا گیا
باطل کو دفناتا گیا
پرچم حق نہراتا گیا
کرب و بلا سے تابہ شام

ہائے مرا پیار امام

روئی سجاؤ کے قدموں سے لپٹ کر زنجیر

روئی سجاد کے قدموں سے لپٹ کر زنجیر
جب بنائی گئی قدموں سے تو بٹ کر، روئی زنجیر

ساتھ عابد کے رہی بن کے عزا دار حسین
تار اشک غم سرور میں سمٹ کر روئی زنجیر

روئی زنجیر روئی زنجیر

سر کھلے دیکھ کر بلوے میں نبی کی عترت
خون میں ڈوب گئی خاک میں اٹ کر روئی زنجیر

روئی زنجیر روئی زنجیر

حشر تھا ایک بپا لرزہ بر اندام تھا کفر
جس گھڑی حلقہ زنجیر سے کٹ کر روئی زنجیر

روئی زنجیر روئی زنجیر

دے کے پیغام شہیدوں کا لبو دیتی ہوئی
ایک ایک حلقہ زنجیر میں بٹ کر روئی زنجیر

روئی زنجیر روئی زنجیر

دیکھنے والا نہ تھا کوئی جہاد عابد کا
کوفہ و شام کا دربار الٹ کر روئی زنجیر

روئی زنجیر روئی زنجیر

تھر تھر آنے لگا عباس جری کا لاشہ
جاتے جاتے جو سوئے نہر پلٹ کر روئی

روئی زنجیر روئی زنجیر

یہ رو کے کہتی تھی خواہر، حسینؑ آجاؤ

یہ رو کے کہتی تھی خواہر، حسینؑ آجاؤ

جلا رہے ہیں عدو گھر، حسینؑ آجاؤ

پچالو ببر پیبرؑ، حسینؑ آجاؤ

خیام جلتے ہیں، تنہا کھڑی ہے ماں جانی

جو خود نہ آؤ، تو اکبرؑ کو بھیج دو بھائی

اسیر ہوتی ہے خواہر، حسینؑ آجاؤ

کہاں ہیں، عونؑ و محمدؑ کو لے کے ساتھ آؤ

فرات سے ذرا، عباسؑ کو بھی بلواؤ

سروں سے چھنتی ہے چادر، حسینؑ آجاؤ

برہنہ سر ہوئی، بلوائے عام میں بھائی

مرے نصیب میں لکھی تھی یہ بھی رسوائی

غضب ہے چھن گئی چادر، حسینؑ آجاؤ

اُدھر ہیں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہر سو
 ادھر سیکنہ کے کانوں سے بہہ رہا ہے لہو
 طمانچے کھاتی ہے دختر، حسینؑ آجاؤ

مرے مریض کو، قیدی بنانے آئے ہیں
 لعین پہنانے کو، زنجیر ساتھ لائے ہیں
 بچالو بہر پیمبرؐ، حسینؑ آجاؤ

اُدھر حسینؑ کے سر سے، یہ آرہی ہے ندا
 شہید ہو گیا راہِ خدا میں، بھائی ترا
 صدا یہ اب نہ دو خواہر حسینؑ آجاؤ

تم ہی کو بعد مرے، بار یہ اٹھانا ہے
 ہر ایک سمت سے، اسلام کو بچانا ہے
 نہ آئے لب پر برادر، حسینؑ آجاؤ

صدا یہ آئی بہن ، ہے سکی نہ مرے پاس ۔

تڑپ رہے ہیں کنارے ، فرات کے عباسؑ

نہ اب صدائیں دو خواہر ، حسینؑ آجاؤ

مری بہن مرے وعدے کا آج کر لے پاس

علیؑ کی بیٹی ، بہت مجھ کو ترے دم سے ہے آس

کہو نہ ہر پیہرؑ ، حسینؑ آجاؤ

زینبؑ یہ دعا کرتی تھیں ہر ایک دعا میں

زینبؑ یہ دعا کرتی تھیں، ہر ایک دعا میں
 یارب ہوں مرے لعل فدا، کرب و بلا میں
 لٹتی ہے کمائی مری مقتل میں تو لٹ جائے
 اُجڑے نہ چمن فاطمہؑ کا دشت بلا میں
 بچ جائے مرا بھائی مرے لعل گذر جائیں
 صدقے ہوں یہ شبیرؑ پہ میدان منا میں
 بڑھ بڑھ کے کلجیوں پہ سناں کھائیں تو خوش ہوں
 نام اُونچا کریں باپ کا میدان و غا میں
 سینوں پہ سناں کھا کے گریں خاک پہ جس دم
 ہمت دے، کروں سجدہ شکرانہ ادا میں
 مقبول ہوئیں زینبؑ مضطر کی دعائیں
 زینبؑ کے سپر مارے گئے کرب و بلا میں
 گھر لٹ گیا زہراؑ کا خبر لیجیے مولا
 شبیرؑ اکیلے ہیں کھڑے دشت بلا میں
 اکبرؑ نے خزاں کردیں جوانی کی بہاریں
 کیا جائیے کیا حسن نظر آیا قضا میں
 تا شام کھلے سر گئی احمدؑ کی نواہی
 سراپنا جھکائے ہوئے خالق کی رضا میں
 ٹھہرو سر زینبؑ سے ردا چھیننے والو!
 تطہیر کی لپٹی ہوئی آیت ہے کساء میں

لوزنداں شام سے چھٹ کر زینب آگئی بھائی

لوزنداں شام سے چھٹ کر زینب آگئی بھائی

اب نہ یہاں سے گھر جائے گی لوٹ کے یہ ماں جانی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

بعد ترے، ایسا لوٹا گھر

سر پہ نہ چھوڑی، ایک کے چادر

کھینچ لیا، بیمار کا بستر

دیتی رہی میں، دہائی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

تاریکی، رستے انجانے

دشمن ہر سو، نیزے تانے

کرب و بلا کے بن، میں نہ جانے

شام تھی کیسی، آئی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

حسرت تو تھی، جان خواہر

دیتے اجازت، گریہ ستلگر

میت پہ کچھ دیر ٹھہر کر

رو لیتی، ماں جانی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

اعدا لے گئے ہم کو، در در
سر کھولے، بے موقع و چادر
کیا بولوں، ایک ایک قدم پر
کس کس کی، یاد آئی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

کوڑے جب، بیمار پہ برسے
روتے تھے ہم وہ ہنتے تھے
حکم ترا تھا، ہم بے بس تھے
جھیل گئے رسوائی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

کیا بتلاؤں، حالت تھی کیا؟
غیرت سے دل ڈوب رہا تھا
کوچہ و بازار کونہ
اور علی کی جائی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

چلتے چلتے شام جو پہنچے
کچھ مت پوچھو بھیا ہم سے
موت تھی بہتر اس جینے سے
موت مگر نہ آئی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

روشن تھے ہر گام پہ رستے
کوچہ و بازار سجے تھے
رہ گئی ایک تماشا بن کے
قدم قدم ماں جائی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

غم سے پھٹ جاتا ہے کلیجہ
جاگو برادر اٹھو بھیا
لے لو اس لاچار کا پرسہ
شام جسے چھوڑ آئی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

یاد تیری جب آتی تھی وہ
روتی تھی چلاتی تھی وہ
روز طمانچے کھاتی تھی وہ
بھائی تیری شیدائی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

تیری یاد میں اس دکھیا کے
 آنسو ایک نہ پل تھمتے تھے
 کس کو پتہ تھا اس صورت سے
 اس کو ملے گی رہائی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

درد کا پیکر غم کی زبان ہیں
 اک تصویر آہ و فغاں ہیں
 پشت پہ بس دروں کے نشان ہیں
 ساتھ جو اپنے لائی

زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

زینبؑ نے کہا یہ رو رو کر میں قیدی ہوں

زینبؑ نے کہا یہ رو رو کر میں قیدی ہوں
بابا آؤ دیکھو آکر میں قیدی ہوں

دربار میں بے پردہ ہوں کھڑی
بازو میں رسن ہے میرے بندھی
نیزنگ زمانہ دیکھے کوئی
ظالم ہے تخت محمدؐ پر میں قیدی ہوں

نانا کا اٹھا جب سے سایہ
اک پل بھی چین ہم نے پایا
ہوتے ہوتے یہ دن آیا

شمیرؑ کا سر ہے نیزہ پر میں قیدی ہوں
برباد ہوا زہرہؑ کا چمن
بھائی ہے بے گور و کفن
میں ڈھیاری لاچار بہن

رو بھی نہیں سکتی میت پر میں قیدی ہوں

عباس علی قاسم اکبر

نہی سی جان علی اصغر

سب چھوڑ گئے بن میں آکر

آزاد ہوئے سب جان دے کر میں قیدی ہوں

آؤ آؤ عباس علی

ہے خیموں میں سب آگ لگی

بے پردہ ہوئی اولاد نبی

کیا ہوگا ستم اس سے بڑھ کر میں قیدی ہوں

وہ دیکھوں سکینہ پھر روئی

پھر مار رہا ہے کوئی شقی

ہاتھوں میں رسن ہے میرے بندھی

میں روکوں تو روکوں کیونکر میں قیدی ہوں

اعدا نے ہے باندھا رخت سفر

کیا جائیے اب جانا ہو کدھر

رخت کے لئے آتی تو مگر

میں آ نہیں سکتی لاشے پر میں قیدی ہوں

کیا جانے آنا ہو کہ نہ ہو
ایک بار سکینہ سے مل لو
مر جائے نہ وہ دکھیا رو رو

میں بہلانے کو ہوں تو مگر میں قیدی ہوں

میں کہنے خدا حافظ آئی
مجبور ہے بھیا ماں جانی
کیسے دوں کفن تم کو بھائی

چادر بھی نہیں میرے سر پر میں قیدی ہوں

اعدا سے اجازت گر پاتی
اعزاز سے تم کو دفنائی
میں لوٹ کے گھر پر کہاں جاتی

مر جاتی میں رو رو کر میں قیدی ہوں

قاسم ہو کہاں، اکبر ہو کہاں
اے عون و محمد جاتی ہے ماں
عباس میرے اے شیر جواں
دیکھو تو ذرا بھیا اٹھ کر میں قیدی ہوں

اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

قید ستم سے چھٹ کہ کنبہ رسول کا
کرب و بلا سے ہوتا مدینے کو جب چلا
اور دور سے جو شہر مدینہ نظر پڑا
نہیب سی صابرہ کا جگر غم سے پھٹا

منہ کر کے ماں کی قبر کی جانب یہ دی صدا
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں
داغ دل پہ بہتر (۷۲) کے لائی ہوں
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

جب گئے تھے یہاں سے تو گھر تھا بھرا
گلستان تیرا پھولوں سے آباد تھا
ہائے دشت ستم ہائے کرب و بلا
لوٹ کر لے گئی سب بھرا گھر میرا

سب لٹا آئی تیری کمائی ہوں میں
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

قاسم و اکبر و اصغر دربار
سب کے سب ہو گئے کربلا میں جدا
شیر جیسا وہ عباسؑ بھائی میرا
کٹ گئے ہاتھ ساحل پہ مارا گیا

نہر پہ بے کفن چھوڑ آئی ہوں میں
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

چومتی تھی بڑے پیار سے جو گلا
دشت غربت میں تن سے ہوا وہ جدا
ایک قطرہ دم ذبح مل نہ سکا
لاڈلا تیرا پیاسا جہاں سے گیا

خون بھرا پیرہن ساتھ لائی ہوں
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

بعد شبیر اتنا بڑا حوصلہ
چھین کر لے گئے چادریں اشقیا
خیمہ اہل بیت رسولؐ خدا
آگ لگتی گئی خاک، ہوتا گیا

جلتے خیموں سے عابد کو لائی
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

جا بجا پا برہنہ یونہی سر کھلے
شام و کوفہ کی گلیوں میں کھینچے گئے
کیا کہوں والی شام کے سامنے
باتھ تھے رسیوں میں ہمارے بندھے

نیل بازو کے دکھلانے آئی ہوں
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

وہ دلاری سکینہ بھتیجی میری
کھا رہی تھی طمانچے میں چپ تھی کھڑی
ہائے رے بے بسی، ہائے رے بے چارگی
وہ ستم جھیلے جھیلے مرگئی

شام کی قید میں چھوڑ آئی ہوں میں
اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

زمینب بے ردا شام کا بازار خدایا

زمینب بے ردا شام کا بازار خدایا
 آتے ہیں نظر حشر کے آثار خدایا
 کیا شام میں اب کوئی مسلمان نہیں ہے
 گھیرے ہوئے کعبہ کو ہیں کفار خدایا
 دروں کے ستم اور محمدؐ کی نواہی
 شل ہو نہ گئے دستِ ستم گار خدایا
 رُخ زرد ہے صدمے سے لہوں آنکھوں سے جاری
 دم توڑ نہ دے قافلہ سالار خدایا
 معصوم سکیۃ کو طمانچوں سے بچالے
 یہ دستِ ستم پھول سے زُخسار خدایا
 ایک ایک سے جو آج ردا مانگ رہے ہیں
 یہ اجر رسالت کے ہے حق دار خدایا
 تطہیر کی آیت سے جنہیں تو نے نوازا
 سر ننگے کھڑے ہیں سر دربار خدایا
 فضۃ کی حفاظت کے لیے کھینچ گئی تلوار
 زمینب کا نہیں کوئی طرف دار خدایا
 سنتے ہیں کہ ہمشکل نبی تھے علی اکبرؑ
 دکھلا دے وہ صورت مجھے اک بار خدایا

دونوں لعل کئے زینب نے سروڑ پہ قربان
 نہر پہ دونوں ہاتھ کٹا کر سقے نے دی جان
 دے دیا سب کچھ بھائی پہ جو تھا جس کے پاس
 زینب اور عباس، زینب اور عباس

ایک نے سر سے چادر دی اور ایک نے سر دیا وار
 باد ہاں بخشا ایک نے حق کا بیڑا لگایا پار
 جھیل گئے ہر باد مخالف دونوں بے وسواس
 زینب اور عباس، زینب اور عباس

دشت بلا میں آکے چھوٹا دونوں کا یہ ساتھ
 مشکیزہ سینے سے لگا کر دونوں کٹا کر ہاتھ
 نہر کنارے سو گیا بھائی بہن ہوئی بے آس
 زینب اور عباس، زینب اور عباس

وقت عصر گرے گھوڑے سے جبکہ شہہ ابرار
 حلق شہہ مظلوم پہ رکھ دی ظالم نے تلوار
 خیمہ میں زینب تڑپی اور ساحل پہ عباس
 زینب اور عباس، زینب اور عباس

کتنے ہی دکھ جھیلے دل پہ کتنے ہی آلام
ہائے مگر وہ دشت ستم وہ رنج و الم کی شام
تنہا ہے مقتل میں زینب کوئی نہیں اب پاس

زینب اور عباس، زینب اور عباس

زینب ہے پابند رسن اب کچھ چلتا نہیں زور
نوک سناں پہ سر ہے تن ہے بھائی کا بے گور
روتی ہے ماں جائے کی میت پہ حسرت و یاس

زینب اور عباس، زینب اور عباس

ظالم کے دربار میں اس کا ظلم عیاں کرنا
زینب ہی کا دل تھا انہیں کی ہمت تھی ورنہ
ایسے میں قائم رہتے ہیں کس کے ہوش و حواس

زینب اور عباس، زینب اور عباس

عباس! عباس! چلے آؤ عباس

عباس! عباس! چلے آؤ عباس

کیا چین سے سوتے ہو، دریا کے کنارے پر
چھوڑ آئے ہو سیکینہ، کوکس کے سہارے پر
در پر کھڑی ہے کب سے، لگائے ہوئے وہ آس

عباس! عباس! چلے آؤ عباس

ہے یوں تو شہ دیں مقتل کی رضا دیدی
کس طرح اٹھائیں گے، میت علی اکبرؑ کی
بھائی کی ضعیفی کا ذرا، کچھ کرو احساس

عباس! عباس! چلے آؤ عباس

شبیرؑ کی نظروں میں، تاریک زمانہ ہے
الجھا ہو بر چھی میں، اکبرؑ کا کلیجہ ہے
ہم شکل نبیؐ کا بھی، عدو نے نہ کیا پاس

عباس! عباس! چلے آؤ عباس

خیموں میں رواں ہر سو، ایک آگ کا دریا ہے
اور پشت پہ زینبؑ کی، بیمار بھتیجا ہے
اولاد پیمبر کا عدو نے، نہ کیا پاس

عباسؑ! عباسؑ! چلے آؤ عباسؑ

کچھ تم کو خبر بھی ہے، کیا یہ ہے پتہ تم کو
کھاتی تھی طمانچے، اور دیتی تھی صدا تم کو
دُروں سے بھائی گئی، معصوم کی جب پیاس

عباسؑ! عباسؑ! چلے آؤ عباسؑ

سنتے ہیں کہ زینبؑ کے، بازو میں رن ہو گی
دربارِ ستم ہو گا سر ننگے بہن ہو گی
آنکھوں سے لہو روئیں گے، سجاد بصد یاس

عباسؑ! عباسؑ! چلے آؤ عباسؑ

پرچم حضرت عباسؓ سجائے رکھنا

پرچم حضرت عباسؓ سجائے رکھنا
ظلم کے ساتھ ہے انسان کی ہر سانس ننگ
سیکھو شبیرؑ سے مرنے کی ادا، جینے کا ڈھنگ
غم شبیرؑ ہے باطل سے، مسلسل ایک جنگ
غم شبیرؑ کو تلوار، بنائے رکھنا

پرچم حضرت عباسؓ سجائے رکھنا
آکے باتوں میں سبک جان کے فرش غم کو
کھو نہ دینا کہیں شبیرؑ کے اس ماتم کو
خٹک ہونے نہیں دینا کبھی چشم غم کو
آندھیوں میں بھی دیا حق کا جلائے رکھنا

پرچم حضرت عباسؓ سجائے رکھنا
رعبِ دستارِ فضیلت میں نہ آجانا کہیں
شک و شبہات میں پڑھ کر نہ گنواں دینا یقین
غم شبیرؑ عبادت ہے کوئی رسم نہیں
شورِ ماتم سے زمانے کو جگائے رکھنا

پرچم حضرت عباسؓ سجائے رکھنا

ظلمتِ کفر میں در آتی ہے ایمان کی لکیر
کفر کر سکتا نہیں حق کے ارادوں کو اسیر
یاک کر دیتا ہے ہر رجز سے ذکرِ شبیر
ذکرِ شبیر " کو ایمان بنائے رکھنا

پرچم حضرت عباسؓ سجائے رکھنا

حشر تک راہِ مودت یونہی آباد رہے
یہ دعائے دلِ زہراؑ ہے ذرا یاد رہے
عمر بھر روتے یونہی تھے نہیں سجادؑ رہے
اپنی نسلوں کو عزادار، بنائے رکھنا

پرچم حضرت عباسؓ سجائے رکھنا

غمِ شبیر سے آباد، میرا سینہ ہے
میں عزادار ہوں چہرہ، میرا آئینہ ہے
سر بلند ہو کے زمانے میں، اگر جینا ہے
سر در سبطِ شبیرؑ پہ جھکائے رکھنا

پرچم حضرت عباسؓ سجائے رکھنا

تیور وہی، شباب وہی، بامکین وہی

تیور وہی ، شباب وہی . بامکین وہی

عباسؑ کو ملے ہیں علیؑ کے چلن تمام

شیر خدا کا شیر چلا ہے سوئے فرات

ہبت یہ ہے کہ کانپتا ہے رن کا رن تمام

شاید کسی نے ٹوک دیا ہے دلیر کو

گونجا ہوا شیر کے نعروں سے بن تمام

روکے نہ رُک سکے گا ید اللہ کا پسر

اے فوج شام دیکھ لے کر لے جتن تمام

بانو کے گلبدن نے ہسی میں اڑادیا

بیکار ہو گیا بن کابل کا فن تمام

سوکھے لبوں کی تیغ دلوں میں اتار دی

روتے ہیں پھیر پھیر کے منہ تیغ زن تمام

ہے کربلا پہ ختم مصیبت کی داستاں

ہاتھوں پہ باپ کے ہوا غنچہ دہن تمام

زین فرس سے خاک پہ پہنچے تو کس طرح
 تیروں میں ہے گندھا ہوا شہہ کا بدن تمام
 اک ذات تھی حسینؑ کی سو وہ بھی چل بسی
 فردوس کو سدھار گئے پنجتن تمام
 بکھرا پڑا ہے خاک پہ گلشن رسولؐ کا
 کچلے پڑے ہیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے تن تمام
 دستِ دعا بلند ہے مولا قبول ہو
 پہنچے ترے مزار پہ یہ انجمن تمام

کٹ کر گرے تھے کل جو کنارے فرات کے

کٹ کر گرے تھے کل جو کنارے فرات کے

وہ ہاتھ آسرا ہیں ہماری نجات کے

ہیں ٹھوکروں میں آج بھی عباس کے فرات

ایسے دھنی بھی ہوتے ہیں دنیا میں بات کے

اُن سے بزور تیغ یہ بیعت کی کوششیں

جوخ ڈھال دیتے ہیں سانچے میں مات کے

ہنستے ہو آنسوؤں پہ ہمارے ، خدا گواہ

ہم جمع کر رہے ہیں وسیلے نجات کے

کرب و بلا میں تیغ ستم کھا کے اک صغیر

لہرا گیا جہان میں پرچم حیات کے

تیرا ہی دل تھا تو نے اٹھالی جواں کی لاش

صدقے حسینؑ اس ترے پائے ثبات کے

کس جا چھپے ہو اے علی اصغرؑ ، جواب دو

مادر بھٹک رہی ہے اندھیرے میں رات کے

ہم بھی غلامِ حُر ہیں کرم یا شہہ اُمم

کب سے ہیں منتظر نظر التفات کے

ہو جائے منحرف یہ زمانہ تو فکر کیا

ہم فاطمہؑ سے لیں گے صلے نوح جات کے

اے شیرنستان، حیدر عباس

اے . شیر نستان حیدر عباس

دیتی تھی صدا زینب رو رو کر عباس

اے میرے شیرجواں اے میرے بھائی ہو کہاں

شاق ہے دل پہ میرے تیری جدائی ہو کہاں

دیر سے دیتی ہوں بھیا میں دہائی ہوں کہاں

للتی ہے فاطمہ زہرا کی کمائی ہو کہاں عباس

خنجر ہے حلق سروڑ پر عباس

چھوڑ کر دشت مصیبت میں بہن کو بھائی

تم نے اچھا ہی کیا دور بسائی بستی

دیکھ سکتے تھے کہاں تم جو ہے حالت میری

بلوہ عام میں بھیا میں کھلے سرہوں کھڑی عباس

اعدا لے گئے سر سے چادر عباس

کیا اس دن کے لئے مانگی تھی بابا نے دُعا

آکے پردیس میں ہو جاؤ گے تم ہم سے جدا

سوتے ہو چین سے دریا کے کنارے بھیا

کیا سائی نہیں دیتی تمہیں بل من کی صدا عباس

تنہا ہیں کھڑے رن میں سروڑ عباس

گر کے گھوڑے سے صدا باپ کو اکبر نے جودی

دلیر فاطمہ زہرہ کی عجب حالت تھی

ہاتھ ملتے تھے کبھی گھاٹ کو تکتے تھے کبھی
تھام کر ٹوٹی کمر کہتے تھے فرزند نبی عباسؑ

تنہا ہیں کھڑے رن میں سروڑ عباسؑ

حال شبیرؑ کا اب تو نہیں دیکھا جاتا
ہے کمر خم، نہیں آنکھوں سے بھائی دیتا
یہ ضعیفی یہ جواں لال کا صدمہ بھیا
تھام لو بڑھ کے ذرا ہاتھ تمہیں بھائی کا عباسؑ

کھاتے ہیں ٹھوکر پر ٹھوکر عباسؑ

بھائی کو بھول گئے دھیان نہ بہنوں کا رہا
یاد آیا نہ کوئی پائی جو دریا کی ہوا
ہائے کس دل سے کیا تم نے گوارا بھیا
ہر طمانچے پر سکینہؑ نے تمہیں یاد کیا عباسؑ

جب چھینے گئے کانوں سے گوہر

ہے قیامت کا سماں لوٹ ہے ہر سمت مچی
کوئی پُرساں نہیں حالت ہے عجب بچوں کی
تازیانے کوئی کھاتا ہے طمانچے کوئی
آگے دامن میں ہے معصوم سکینہؑ کے لگی عباسؑ

بھیا اٹھو لو جلد خبر عباسؑ

صدیوں اٹھارہا ہے غازی کے علم کو

صدیوں سے اٹھارہا ہے غازی کے علم کو
 باطل نہ جھکا سکتا علم کو ہے نہ ہم کو
 مرنا ہو جسے حق پہ علم پر وہ رکھے ہاتھ
 ہو خوف جیسے جان کا بڑھائے نہ قدم کو
 روشن میرا سینہ ہے غم سبط نبی سے
 سینے سے لگا رکھا ہے شبیر کے غم کو
 بکھرے ہوئے قرآن کے اوراق پڑے ہیں
 اے کرب و بلا تجھ پہ کہاں رکھوں قدم کو
 اے زارِ شبیر ادھر آ ادھر آجا
 آنکھوں لگا لوں میں ترے نقش قدم کو
 پوتے کی خبر لیجئے یا حیدر کرار
 صدمے سے کہیں توڑ دے بیمار نہ دم کو
 بے ماتم شبیر کا بھر پور یہی جال
 ڈھاتا چلا آیا ہے ہر ایک قصرِ ستم کو
 سر کاٹ کر شبیر کا خیموں کو جلا کر
 بے پردہ مسلمان نے کیا اہل حرم کو

کیا اندھیرا ہے پھوپھی

قید خانے میں سیکنہ یہ بیاں کرتی تھی، کیا اندھیرا ہے پھوپھی
 شمع منگوائے ورنہ میں نہیں جینے کی۔ کیا اندھیرا ہے پھوپھی

اپنے سینے سے لگا لو میں تمہارے صدقے۔ گود میں لے لو مجھے
 ورنہ بچھتاؤ گی زندہ نہ رہوں گی میں کبھی کیا اندھیرا ہے پھوپھی

آج کی شب کو بھی کیا بابا نہیں آئیں گے۔ مجھ کو تڑپائیں گے
 ان کے سینے پہ اگر سوتی تو نیند آ جاتی۔ کیا اندھیرا ہے پھوپھی

بابا آ جاتے تو پھر شمر کو ہوتا معلوم کون ہے یہ معصوم
 کیا سمجھ کر مجھے یوں گھڑکیاں دیتا ہے شقی۔ کیا اندھیرا ہے پھوپھی

کیوں لعین قید میں لائے ہیں مجھے کیا معلوم۔ ہائے بابا مظلوم
 گئے میدان میں جس دن سے خبر لی نہ میری۔ کیا اندھیرا ہے پھوپھی

پانی لانے کو کہا روٹھ گئے مجھ سے چچا۔ آپ ہی سوچے ذرا
ہوتے عمو تو میں اس طرح طمانچہ کھاتی۔ کیا اندھیرا ہے پھوپھی

پوچھنے کی میری ان سے نہیں ہمت پڑتی۔ اے میری اچھی پھوپھی
مجھ کو بتلائیے کیوں روتی ہیں چھپ چھپ کے چچی۔ کیا اندھیرا ہے پھوپھی

بعد مرے یاں اگر ہوئے پدر کا آنا۔ ان سے یہ فرمانا
مرگنی گھٹ کے اندھیرے میں تمہاری بیٹی۔ کیا اندھیرا ہے پھوپھی

آجاؤ اب آجاؤ، اب آجاؤ سکیں

آجاؤ اب آجاؤ ، اب آجاؤ سکیں
 بانو کی صدا تھی کہ نہ تڑپاؤ سکیں
 اب مجھ سے جدائی کا الم، اٹھ نہ سکے گا
 یوں روٹھ کے مادر سے نہ تم جاؤ سکیں
 پھر پیار سے ماں کہہ کر پکارو ، مری دلبر
 اماں کو نہ اس طرح سے تڑپاؤ سکیں
 اکبر کی جدائی ، علی اصغر کی جدائی
 کافی ہے، نہ اب تم مجھے ، رلواؤ سکیں
 کیا مجھ سے خطا ہو گئی، کیوں روٹھ گئی ہو
 اس غمزدہ مادر کو یہ ، بتلاؤ سکیں
 یہ سچ ہے بہت قید ، میں دکھ تم نے اٹھائے
 لو باپ کی آغوش میں ، سو جاؤ سکیں
 کانوں سے لہو بہتا ہے رخسار ہیں نیلے
 یہ شکل نہ عباس کو دکھلاؤ سکیں
 لپٹا کے کلیجہ سے ، دعائیں مری کہنا
 اک ننھی سی تربت ، جو کہیں پاؤ سکیں

بابا اب آجاؤ کہتی تھی سکینہ آجاؤ

لہ نہ اتنا ترپاؤ بابا اب آجاؤ

اللہ یہ کیسا وقت پڑا

کوئی بھی نہیں میری سنتا

ہو جاؤں گی میں تم سے خفا

دیکھو نہ مجھے یوں زلواؤ

بابا آجاؤ کہتی تھی سکینہ آجاؤ

کس جرم کی ہے آخر یہ سزا

سنتے ہی نہیں بیٹی کی صدا

روٹھے ہیں چچا بھیا ہیں خفا

اب کس کو پکاروں بتلاؤ

بابا آجاؤ کہتی تھی سکینہ آجاؤ

ناموس نبی کا یاس نہیں

درا نہ چلے آتے ہیں لعین

چھن جائے نہ چادر سر سے کہیں

ہے وقت مصیبت جلد آؤ

اتنا تو مجھے بتلا جاؤ

بابا آجاؤ کہتی تھی سکینہ آجاؤ

جلتے ہیں خیام اٹھتا ہے دھواں

ہر سمت لگی ہے آگ یہاں
اب جاؤں تو میں جاؤں کہاں
اتنا تو مجھے بتلاؤ

بابا آجاؤ کہتی تھی سکینہ آجاؤ

روتے روتے جھولے کے قریں
ڈر ہے کہ نہ دے دیں جاں کہیں
اماں کو بلاؤ پاس وہیں
یا شکل انہیں دکھلا جاؤ

بابا آجاؤ کہتی تھی سکینہ آجاؤ

کب سے رو رو چلاتی ہوں
آؤ کہ طمانچے کھاتی ہوں
اچھا میں وہیں آجاتی ہوں
سوتے ہو کہاں پر بتلاؤ

بابا آجاؤ کہتی تھی سکینہ آجاؤ

اکبر " بھی نہیں اصغر " بھی نہیں
عمو بھی نہیں لشکر بھی نہیں
اب تو سر پر چادر بھی نہیں
آجاؤ بابا آجاؤ

بابا آجاؤ کہتی تھی سکینہ آجاؤ

آتی ہے سکینہ کی صدا کرب و بلا سے

آتی ہے سکینہ کی صدا کرب و بلا سے

عمو ہو کہاں آؤ کے ہم ہیں ابھی پیاسے

پھٹتا ہے جگر، پیاس یہ لے لے نہ میری جاں

بچ بھی گئی گر شمر کے دروں کی سزا سے

بے شیر کے ہونٹوں پہ نہیں پیاس کا شکوہ

تر کر دیا اعدا نے گلا تیر جفا سے

جو رن کو گیا آیا کہاں رن سے پلٹ کر

دیتی ہیں پھوپھی جان مجھے یوں ہی دلا سے

سنتی ہوں یتیموں کی دعا رد نہیں ہوتی

یارب مجھے ملوادے پھر اک بار چچا سے

ماں بہنیں کھلے سر ہیں لہو روتی ہیں آنکھیں

اٹھتا نہیں بھائی کا مرے سر ہے حیا سے

تم سے پچھڑ کے ماں کا مشکل بہت جینا

تم سے پچھڑ کے ماں کا، مشکل بہت جینا
ماں کو بھی ساتھ لے لو، رک جاؤ! اے سکینہ

رک جاؤ! اے سکینہ، رک جاؤ! اے سکینہ

ہر سمت ہے اندھیرا، ہر راہ پر خطر ہے
ہر راہ پر خطر ہے، ہر سمت ہے اندھیرا
دشمن ہے چار جانب، دل میں چھپائے کینہ

رک جاؤ! اے سکینہ، رک جاؤ! اے سکینہ

کھا کھا کے تم طمانچے، گھبرا گئی ہو شاید
گھبرا گئی ہو شاید، کھا کھا کے تم طمانچے
تا شام سیکھ جاؤ گی ان آنسوؤں کو پینا

رک جاؤ! اے سکینہ، رک جاؤ! اے سکینہ

آجاؤ میں سُلا دوں سرِ ذانوؤں پہ رکھ کر
سرِ ذانوؤں پہ رکھ کر آجاؤ میں سُلا دوں
زخمی بہت ہے بی بی تیرے پدر کا سینہ

رک جاؤ! اے سکینہ، رک جاؤ! اے سکینہ

عمو کو جانِ مادر اس طرح نہ صدا دو
اس طرح مت صدا دو عمو کو جانِ مادر
عباس کی جبین پر آجائے گا پسینہ

رک جاؤ! اے سکینہ، رک جاؤ! اے سکینہ

رخ پر لہو جما ہے کانوں سے خوں ہے جاری
کانوں سے خوں ہے جاری رخ پر لہو جما ہے
بیٹا تڑپ اٹھے گا جان شہہ مدینہ

رک جاؤ! اے سکینہ، رک جاؤ! اے سکینہ

ہیں قید شام کی اب تنہائیاں مقدر
تنہائیاں مقدر ہیں قید شام کی اب
بی بی نصیب میں اب تیرے نہیں مدینہ

رک جاؤ! اے سکینہ، رک جاؤ! اے سکینہ

یہ بے کسی یہ غربت یہ دشت نینوا کا
یہ دشت نینوا کا یہ بے کسی یہ غربت
دوبا کہاں ہے آکر تقدیر کا سفینہ

رک جاؤ! اے سکینہ، رک جاؤ! اے سکینہ

یہ کہتے تھے شہہ مضطر سکینہ ہم نہیں ہوں گی

یہ کہتے تھے شہہ مضطر سکینہ ہم نہیں ہوں گی

وہ وقت آئے گا اب تم پر سکینہ ہم نہیں ہونگے

لگے گی آگ جل جائیں گے خیمے بھی قاتیں بھی

بنانا خاک کو بستر سکینہ ہم نہیں ہوں گے

لہوکانوں سے برے گا طمانچہ رخ پہ برسیں گے

پھرائی جاؤ گی در در سکینہ ہم نہیں ہوں گے

جو بعد عصر بیٹی تیرے دامن میں لگی ہوگی

بجھے گی آگ وہ کیوں کر سکینہ ہم نہیں ہوں گے

میرے سینے پہ سونے کے بجائے دیکھو سوجانا

پھوپھی اماں کے زانو پر سکینہ ہم نہیں ہوں گے

تمہاری ماں پھوپھی بہنوں کے سر سے آہ چھینے گا

کوئی مقنع کوئی چادر سکینہ ہم نہیں ہوں گے

بصدا رماں جو میں نے دونوں کانوں میں پہنائے تھے

چھینیں گے آہ جب گوہر سکینہ ہم نہیں ہوں گے

کہیں ناقے سے گرجاؤں گی رستے میں تو گودی میں

اٹھائے گی میری مادر سکینہ ہم نہیں ہوں گے

ہے عجب شام کے زندان میں کھرام پیا

ہے عجب شام زندان میں کھرام پیا
بین سے بالی سکینہ کے لرزتی ہے فضا
سرد ہے سارا بدن زرد ہے غم سے چہرہ
آہ کرتی ہے تو بل جاتا ہے زندان سارا

خواب سے چونک کے اٹھ بیٹھی ہے روتی روتی
اپنے سینے سے لگائے ہوئے بیٹھی ہے پھوپھی
رو کے کہتی ہے کہ بابا میرے پاس آئے تھے
پھوپھی اماں وہ میرے پاس یہاں بیٹھے تھے

مجھ سے کہتے تھے میرا دل نہیں لگتا بیٹی
آجا اب آجا میری میری گود میں آجا بیٹی
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو
پھوپھی اماں میرے بابا سے ملا دو مجھ کو

وہ یہیں ہونگے کہیں آپ ذرا دیں تو صدا
کیسے اُن سے میر جانب سے کہ بیٹی ہو فدا
دور ہی سے ذرا آواز سنا دو مجھ کو
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

غم سے پھٹ جائیگا بیٹی کا کلیجہ بابا
بخش دو مجھ کو اگر کی ہو کوئی میں نے خطا
ہوں سزا وار پر اتنی نہ سزا دو مجھ کو
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

کون کہتا ہے کہ دریا کی روانی دے دو

کون کہتا ہے کہ دریا کی روانی دے دو

ظالموں اصغر بے شیر کو پانی دے دو

شہہؔ نے اتمام کی محبت علی اصغرؔ، تم بھی

اب جو دینا ہے وہ پیغام زبانی دے دو

کون کہتا ہے کہ دریا کی روانی دے دو

امتِ جد کی ہے بخشش کا سیکنہؔ یہ سوال

تفنگی لے لو غمِ تشنہ دہانی دے دو

کون کہتا ہے کہ دریا کی روانی دے دو

حشر تک بھول نہ پائے یہ زمانہ جس کو

آج تاریخ کو ایک ایسی کہانی دے دو

کون کہتا ہے کہ دریا کی روانی دے دو

مالکِ کوثر و تسنیم علیؔ کے ہو پسر

علقہ چیز ہے کیا حیدرؔ ثانی دے دو

کون کہتا ہے کہ دریا کی روانی دے دو

خشک ریتی پہ سفینہ ہے کٹے ہاتھوں سے

کشتی دینِ الہی کو روانی دے دو

کون کہتا ہے کہ دریا کی روانی دے دو

بخش دو دین کو ہم شکلِ پیمبرؐ یہ شباب

آج اسلام کو اکبرؔ یہ جوانی دے دو

ماں ڈھونڈ رہی ہے کب سے اصغر آجاؤ

ماں ڈھونڈ رہی ہے کب سے اصغر آجاؤ

چھایا ہے ہر سمت اندھیرا آجاؤ

تم سے بچھڑ کے دلبر میرے

تڑپوں گی میں شام سویرے

کیسے جیئے گی ماں بن تیرے

آجاؤ آجاؤ ، دلبر آجاؤ

ڈھونڈ رہی ہوں کب سے رو رو

چین سے جنگل میں سوتے ہو

تڑپو گے ماں کی صورت کو

جاتی ہوں میں شام کھلے سر آجاؤ

روٹھے ہو کیوں ماں سے نہ جانے

سن کے صدا ، بن گئے انجانے

آئی ہوں میں تم کو منانے

گودی میں اے لال ہمک کر آجاؤ

ہو کا عالم ، گھور اندھیرا

سونے جنگل میں ، ہے بسیرا

گھٹتا ہے دم ، خوف سے میرا

ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغر

سن یہ چھ مہینے کا، یہ شباب یہ عالم
ننھے ننھے قدموں پہ کر لیا جہاں کو خم
ہنس رہا تھا تو لیکن چشم ظلم تھی پرخم
کر دیا قیامت تک خم یزید کا پرچم

ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغر

دو جہان پہ بھاری ہے تیری یہ قربانی
تو بڑا بہادر تھا اے حسینؑ کے جانی
تجھ کو چھیڑ کر کی تھی حرمہ نے نادانی
بہہ رہا تھا تیرا خون تر تھی اس کی پیشانی

ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغر

حرملا لرز اٹھا تن کے جب کیا نعرہ
تیر کھا کے جیتے تم وہ تیر مار کر ہارا
اک حشر بپا تھا گو بختا تھا رن سارا
پھر علیؑ کے پوتے نے کل کنہ کو مارا

ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغر

کربلا کے میداں میں تو اگر جواں ہوتا
جرات و شجاعت کا بڑھ کے آسماں ہوتا
قول کر علیؑ کی تیغ رن کو جب رواں ہوتا
اس جہاں کے نقشے پر شام پھر کہاں ہوتا

ہائے نونہالوں کے میرِ کارواں اصغر

تو کمال آدم ہے ، تو کمال انسانی
تیری فکر لامحدود ، تیرا عزم لافانی
منفرد بہادر ہے تو نہیں تیرا ثانی
دین کی رگوں میں ہے ، تیرے خوں کی طغیانی

ہائے نونہالوں کے میرِ کارواں اصغر

رو کے کہتی تھی ماں، تجھ کو ڈھونڈوں کہاں

رو کے کہتی تھی ماں ، تجھ کو ڈھونڈوں کہاں
 اصغر بے زباں ، تجھ کو ڈھونڈوں کہاں
 اب تو روتے نہیں ، بولتے کیوں نہیں
 سو رہے ہو کہاں ، تجھ کو ڈھونڈوں کہاں
 قید ہوتی ہوں میں ، کب سے روتی ہوں میں
 بند چکی ریسماں ، تجھ کو ڈھونڈوں کہاں
 پاس دادی کے یا شبہ کی گودی میں ہو
 کچھ تو دے دو نشان ، تجھ کو ڈھونڈوں کہاں
 خیمے جلنے لگے ، شاہ مارے گئے
 لو اٹھیں آندھیاں ، تجھ کو ڈھونڈوں کہاں
 تم بلاتے نہیں ، آپ آتے نہیں
 لو چلا کارواں ، تجھ کو ڈھونڈوں کہاں
 رن میں پلٹوں گے کب ، جلتے خیموں سے اب
 اٹھ رہا ہے دھواں تجھ کو ڈھونڈوں کہاں

اے اہل ماتم اہل غم، اونچا رہے اپنا علم

اے اہل ماتم اہل غم

اونچا رہے اپنا علم

جب تک ہے دور آسمان

سن لے یہ ہر پیرو جواں

آوز پر شیر کے

بڑھتا رہے یہ کارواں

رکنے نہ پائیں یہ قدم

اونچا رہے

ہر قلب پر چھاتے چلو

دنیا کو نکالتے چلو

اک اک محاذ ظلم کی

تصویر دکھلاتے چلو

ہر دل میں بھردو شبہ کا غم

اونچا رہے

کب تک نہ مانے گا کوئی

وہ وقت آئے گا کبھی

ہر قلب پر چھا جائے گا

اپنا حسین ابن علی

اس دور پہ ہر سر ہوگا خم

اونچا رہے

جب بھی کوئی مشکل پڑی	دنیا اسی در پر جھکی	سینوں سے بل کھا کر ادھر	اٹھی صدائے یا علی	نکلا ادھر باطل کا دم	اپنا علم
یہ پرچم عباس ہے	ٹوٹے دلوں کی آس ہے	اب تک اسی پرچم تلے	زندہ کسی کی پیاس ہے	جس نے سہے لاکھوں ستم	اپنا علم
عباس ہے نام وفا	آغاز و انجام وفا	منہ موڑ کے دریا سے جو	پیتا رہا جام وفا	بوتے رہے بازو قلم	اپنا علم
یہ کربلا کی داستاں	ہے ذرہ ذرہ سے عیاں	بر شام آتی ہے لیے	بے شیر کے خوں کا نشان	بر صبح ہے ہاشم خم	اپنا علم
				اونچا رہے	

وہ	تیر	بانی	جفا
معصوم	کا	ننھا	گلا
اسلام	زندہ	کر	گنی
اصغر	کے	مرنے	کی
ہنس	کر	سہا	تیر
		اوپنچا	رہے
جب	کر بلا	یاد	آئے
انسانیت		شرمائے	گی
مظلوم	کی	آواز	جے
دل	میں	اترتی	جائے
پیشیں	گے	پھر	بہکے
		اوپنچا	رہے
زندہ	یہ	بیداری	رہے
یہ	سلسلہ	جاری	رہے
ہم	ہوں نہ	ہوں اس	بزم میں
قائم	عزا	داری	رہے
نکلے	اسی	چوکھٹ	پہ دم
		اوپنچا	رہے
اے		نوجوانان	عزا
تم	ہو	کسی	دل کی
تا	حشر	اٹھتی	ہی رہی ہے
سینوں	سے	ماتم	کی صدا
قائم	رہے	اکبر	کا غم

اوپنچا رہے اپنا علم

کربلا، کربلا، کربلا آگئی

رشتک جنت ہے یہ سر زمین وفا
خون معصوم سے اس کو سینچا گیا
سو رہا ہے یہاں دلبر فاطمہ
آنکھ بھر آئی جب اس کی یاد آگئی
کربلا ، کربلا ، کربلا آگئی

کم نہیں ہے حرم سے یہ دشت وفا
آنکھ نیچی رہے سر رہے سب کے خم
سر کھلے یاں سے گزرے ہیں اہل حرم
گھر کیاں کھاتی روتی سکینہ گئی
کربلا ، کربلا ، کربلا آگئی

ذردہ ذردہ ہے اک داستان الم
خون ہی خون بکھرا ہے تابہ حرم
اے دل ناتواں رکھ سنبھل کر قدم
سیدہ یاں سے ہے پا برہنہ گئی
کربلا ، کربلا ، کربلا آگئی

گودیوں میں نبی زاد یوں کے پلے
جان دینے میں اس طرح تھے ٹلے
رکھ دیئے خشک ریتی پر پیاسے گلے
برش خجر ظلم شرما گئی
کربلا ، کربلا ، کربلا آگئی

رنج و غم جن کے گزرے نہ تھے پاس سے
تین دن تک تڑپتے رہے پیاس سے
شاہ دیکھا کیئے حسرت و یاس سے
ہر کلی باغِ زہرا کی کم ہلا گئی

کربلا ، کربلا ، کربلا آگئی

شام سے جبکہ پلٹا ہوا قافلہ
منزلیں مارتا پہنچا کرب و بلا
گر کے ناقہ سے یہ زینبؑ نے دی صدا
قید سے چھٹ کے بھیا بہن آگئی

کربلا ، کربلا ، کربلا آگئی

ہائے زینبؑ کہاں اور کہاں ریسماں
منہ چھپانے کو بتلاؤ جاؤں کہاں
مجھ سے چھپتے نہیں بازوؤں کے نشان
قید ہونے سے پہلے نہ موت آگئی

کربلا ، کربلا ، کربلا آگئی

خدا کے واسطے اس ضد سے باز آجاؤ
جہاں میں دشمن آل نبی نہ کہلاؤ
گلا کٹا چکے شبیرؑ کچھ ترس کھاؤ
نبیؐ کی آل پہ اب تو ستم روانہ کرو

عجیب ضد ہے کہ اسلام آل سے مت لو

یہ اہل بیت ہیں حاصل انھیں یہ عظمت ہے
کہ لب پہ نام بھی آجائے تو عبادت ہے
یہ کیسی ضد ہے الہی یہ کیا قیامت ہے
کہ دن کو دن نہ کہو، رات کو نہ رات کہو

عجیب ضد ہے کہ اسلام آل سے مت لو

ہر اک بشر کو یہ حاصل کہاں سعادت ہے
جلی حروف میں قرآن میں عبارت ہے
کہ صرف آل ابراہیمؑ میں امامت ہے
وہاں بھی شرط رکھی ہے نہ ظالمین میں ہو

عجیب ضد ہے کہ اسلام آل سے مت لو

ہے آل روح اور اسلام اس کا قالب ہے
قدم قدم پہ وہ ان کی رضا کا طالب ہے
ہے کون کس پہ درور و سلام واجب ہے
ہے حق پرستی کا دعویٰ تو حق کی بات کہو

عجیب ضد ہے کہ اسلام آل سے مت لو

زباں سے کہتے ہو، دل سے یقین گر ہو جائے
 خم اہلیت کی چو کھٹ پہ تیرا سر ہو جائے
 میں کر بلا کہوں اور تیری چشم تر ہو جائے
 عزیز جان سے زیادہ حسین کا غم ہو

عجیب ضد ہے کہ اسلام آل سے مت لو

حسین جانِ دلِ مصطفیٰ پہ جانِ نثار
 نظر میں تاب کہاں ہے جو دیکھے حالت زار
 تن حزیں پہ ہیں اتنے سناں و تیر کے وار
 شمار کرنے پہ آئیں مگر شمار نہ ہوں

عجیب ضد ہے کہ اسلام آل سے مت لو

رن پر جو چڑھے جعفر طیار کے پیارے

رن پر جو چڑھے جعفر طیار کے پیارے

اعدا کو نظر آنے لگے دن میں بھی تارے

حق کر گئے مادر کے ادا سارے کے سارے

ماموں پہ فدا ہو گئے زینبؑ کے دلارے

سمجھاتی تھیں بچوں کو بڑے پیار سے زینبؑ

بھولے سے نہ جانا کبھی دریا کے کنارے

پیاسی ہے سکی نہ رہے ہر آن یہی دھیان

پانی کا تصور نہ ہو ذہنوں میں تمھارے

ماں صدقے گئی، آج ہے مرنے کا بڑا نام

میں خوش ہوں ملے خاک میں ارمان جو سارے

گھوڑوں سے گرو بھی تو صدا رن سے دینا

دیکھو میں خفا ہوں گی جو ماموں کو پکارے

کم سن ہو تو کیا؟ بنت علیؑ کے ہو جگر بند

اس سن میں بڑا نام تھا نانا کا تمہارے

میں خیموں سے دیکھوں گی جری کون ہے تم میں

ہے کون جو پہلے بن سعد کو مارے

وعدہ جو کیا ماں سے وفا کر گئے دونوں

پیا سے ہی لڑے، پیا سے ہی دنیا سے سدھارے

صد حیف ہے اے دشت بلا تیری زمین نے

سب چھین لئے زینبؑ مضطر کے سہارے

پالا تھا جنہیں گود میں وہ جا بے رن میں

اب کون ہے زینبؑ کو جو ماں کہہ کے پکارے

ابھی خنجر نہ چلا، ابھی خنجر نہ چلا

جب گرے گھوڑے سے مقتل میں شہہ کرب و بلا

خنجر ظلم لئے ، شمر ستمگار بڑھا

دی تڑپ کر درخیمہ سے ، یہ زینب نے صدا

ابھی خنجر نہ چلا ، ابھی خنجر نہ چلا

لوٹ مت بہر خدا فاطمہ زہرا کا چین

اور کچھ دیر ٹھہر جا ارے ظالم کہ حسینؑ

بخشش امت جد کی ابھی کرتے ہیں دعا

ابھی خنجر نہ چلا ، ابھی خنجر نہ چلا

دشت غربت میں مسافر کو ہے گھیرا ظالم

کیا بگاڑا ہے مرے بھائی نے تیرا ظالم

کیا خطا ہے مرے بھائی کی بتا بہر خدا

ابھی خنجر نہ چلا ، ابھی خنجر نہ چلا

تین دن ہو گئے پیاسا ہے نبیؐ کا جانی

ذبح کرنا ہے تو دو گھوٹ پلا دے پانی

کند خنجر ہے مرے بھائی کا ، سوکھا گلا!

ابھی خنجر نہ چلا ، ابھی خنجر نہ چلا

بوسہ گاہ نبویؐ ہے، یہ گلا اے ظالم
شہ رگ دیں پر، خنجر نہ چلا اے ظالم
چومتے تھے اسی حلقوم کو محبوب خدا

ابھی خنجر نہ چلا ، ابھی خنجر نہ چلا

چھوڑ کر خلد ذرا فاتح خیبر آلیں
اور کچھ دیر ٹھہر جا ، کہ پیمبرؐ آلیں
آتی ہی ہونگی وہ آئینے دے اماں کو ذرا

ابھی خنجر نہ چلا ، ابھی خنجر نہ چلا

شہ رگ دیں پر چلتا ہوا خنجر دیکھیں
آکے زہراؑ و نبیؐ بھی تو یہ منظر دیکھیں
دور ہے راہ نجف، آتے ہی ہوں گے بابا

ابھی خنجر نہ چلا ، ابھی خنجر نہ چلا

کیسے دیکھے گی تمہیں توڑتے دم ماں جائی
کیا کروں جاؤں کہا کس کو پکاروں بھائی
یا الہی مجھے شیر سے پہلے لے اٹھا

ابھی خنجر نہ چلا ، ابھی خنجر نہ چلا

حق پہ جیو، حق پہ مرو

حق پہ جیو ، حق پہ مرو
ظالم کی صحبت میں جینا ذلت ہے کلمہ گویو

حق پہ جیو ، حق پہ مرو

دے گئے یہ پیغام شہید کرب و بلا
حق پہ فنا ہو جانے میں ہے راز بقا
سر کو کٹانے میں عزت ہے سر نہ جھکا
ذلت سے جینے سے بہتر ہے عزت کی موت مرو

حق پہ جیو ، حق پہ مرو

عزت کی اک سانس ملے تو نعمت ہے
ذلت کی ہر سانس ، مسلسل لعنت ہے
کلمہ حق کہنے میں اور ہی لذت ہے
جابر سے جابر سلطان کے آگے حق کی بات کہو

حق پہ جیو ، حق پہ مرو

مسجد نبویؐ سے ملحق تھے جن کے گھر
بند ہوا اک در کے سوا ہر ایک کا در
اے اہل اسلام تعجب ہے اس پر
جس کو کھلا رکھا حق نے اس در ہی سے منہ موڑتے ہو

حق پہ جیو ، حق پہ مرو

ناحق ہم ناداروں پر یہ تہمت ہے
حکم خدا ہے اور نبی کی سنت ہے
جھوٹوں پر قرآن نے بھیجی لعنت
ہم کو کہنے سے پہلے قرآن سے آیت حذف کرو

حق پہ جیو ، حق پہ مرد

ساتھ نبی کے رہتے تھے اصحاب کئی
ان میں مومن بھی تھے اور منافق بھی
غور کر کچھ عقل کی ہے یہ بات کوئی
سب کو راہ حق پر سمجھو ہر اک کی تعظیم کرو

حق پہ جیو ، حق پہ مرد

جاہل سے ہے ایک عالم کا تقابل کیا
اس کی راہ ایک ہے اس کی راہ جدا
وہ دشمن اللہ کا یہ ہم نام خدا
جہل کی تاریکی سے نکلو روشن شمع علم کرو

حق پہ جیو ، حق پہ مرد

ایک گناہوں کی منزل ایک راہ ثواب
جہل ہے آگ اور ایک ہے شہر علم کا باب
دونوں کا انجام ہو یکساں روز حساب
یہ کیسے ممکن ہے اے اہل اسلام ذرا سوچو

حق پہ جیو ، حق پہ مرد

جس میں ہوں سلمان و ابوذر سے اصحاب
اس صف میں شامل ہوں کیسے آپ جناب
اہل نہیں جس کے دیکھیں کیوں اس کا خواب
علم کی مسند جہل کے ہاتھوں لوگوں مت برباد کرو

حق پہ جیو ، حق پہ مرد

علم ارادہ علم عمل ہے علم یقین
علم ہی روشن ہے فلک رنگیں ہے زمیں
علم کے در پر خم ہے دو عالم کی جبین
دو عالم کی خم ہے جبین جس پر وہ در تو پہنچانو

حق پہ جیو ، حق پہ مرد

علم خدا ہے علم نبیؐ ہے علم ولی
علم ہی سے ہے تعمیر اسلام ہوئی
علم کا شہر محمدؐ ہیں دروازہ علیؑ
شہر علم کو جاننے والو، در تو پہلے پاک کرو

حق پہ جیو ، حق پہ مرد

جس کے گھر کی بات ہے اس کے گھر سے پوچھ
علم ہے کیا یہ اہلیت کے گھر سے پوچھ
کون ہے حق پر یہ شیر کے گھر سے پوچھ
نوک نیزہ پر ہے بلند ہونٹوں پر ہے قرآن سنو

حق پہ جیو ، حق پہ مرد

بعد علی اکبر " قاسم " عباس علی "
ہمت تھی واللہ یہ میرے مولا کی
لے آئے میداں میں جاں اک ننھی سی
کر کے ماں کی گودی خالی دے کے تسلی بانو کو

حق پہ جیو ، حق پہ مرو

بولے یہ بے شیر سے رن میں شاہ ہدا
کر لو تم بھی اتمام حجت بیٹا
کمن ہو شاید کے ترس کھائیں اعدا
خسک زباں پھیر و لب پر اے لعل سوال آب کرو

حق پہ جیو ، حق پہ مرو

سن کے صدا بابا کی اصغر " نے لب
خسک زباں پھیری تو چیخ اٹھا لشکر
دیکھ کے حالت ابن سعد بد اختر
ابن کابل سے بولا شبیر کا لہجہ قطع کرو

حق پہ جیو ، حق پہ مرو

ہائے کروں کس دل سے اب میں حال بیاں
کانپ اٹھے دل سینوں میں کڑکی جو کماں
سہ شعبہ ناوک حلق بے شیر کہاں
بچکی لی بے شیر نے جس دم تھام لیا شبہ نے دل کو

حق پہ جیو ، حق پہ مرو

عباسؑ کو نہ چھیڑ کہ یہ لشکر یزید
 ہو جائے دیکھ لے جو یہ نظریں جما کے خاک
 جب بعد قتل شاہ سروں سے چھینی ردا
 ڈھانپا سروں کو اہل حرم نے اڑا کے خاک
 اے دشت نینوا تیری تپتی زمیں پر
 اعدا نے مصطفیٰ کا کیا گھر جلا کے خاک
 تیر ستم چلا کے ابھی دل بھرا نہیں
 کیا ڈھونڈتا ہے اے ابن کاہل ہٹا کے خاک
 بہنوں سے بھائی ماؤں سے بچے نکھڑ گئے
 گھر ہو گیا بتولؑ کا اس بن میں آ کے خاک
 کس چاہ سے رسولؐ نے چوما تھا یہ گلا
 کس ظلم سے عدو نے کیا ہے ملا کے خاک

حسینی ہوں مجھے اندیشہ روز جزا کیوں ہو

حسینی ہوں مجھے اندیشہ روز جزا کیوں ہو

زمانہ میرے اطمینان پہ ہے حیرت زدہ کیوں ہو

نبی کی آل کا ہے تذکرہ خوش وہ بھال کیوں ہو

یہ کار خیر اہل شرکی محفل میں ردا کیوں سوا

کبھی مقتول کے ورثے کو قاتل نے دیا پرسہ

ہمارے ساتھ اس غم میں وہ مصروف بکا کیوں ہو

علیؑ کا تذکرہ چھیڑو ہمیں کیا غیر سے حاصل

ولا کی بزم میں آکر طبیعت بد مزہ کیوں ہو

ہم اہل بیت کے خادم ہم اہل حق کے شیدائی

کسی بھی ایسے ویسے سے ہمارا واسطہ کیوں ہو

عقیدت ہی نہیں جس کو علی مرتضیٰؑ سے وہ

سوال بن کے شہر علم کے در پر کھڑا کیوں ہو

علیؑ کے دشمنوں سے گر نہیں آپ کو الفت

علیؑ کے دوستوں سے اس قدر آخر خفا کیوں ہو

بڑی نعمت ہے جذبے دل نبیؐ کی آل کی الفت

میسر ہے جسے یہ وہ تہی ہامن بھلا کیوں ہو

خدا والے نبیؐ والے نبیؐ والے علیؑ والے

نہ ہو جس کا علیؑ اس کا نبیؐ اس کا خدا کیوں ہو

ظلمت کفر سے اس طرح نکل آیا حر
جس طرح کالی گھٹاؤں سے نکل آئے چاند

ڈوبنے دی نہ اندھیروں میں راہ حق شبہ نے

ایک نظروں سے چھپا دوسرا لے آئے چاند

افق دین پہ جب کالی گھٹا چھانے لگی

شاہ دیں گودی سے بانو کی اٹھالائے چاند

مائیں خیموں میں تڑپتی رہیں بچوں کے لئے

رن میں سوتے رہے سینوں میں سناں کھائے چاند

کوئی کہتی تھی جگر تھام کہ آجائے لعل

آ رہی تھی کسی خیمہ سے صدا ہائے چاند

جگمگائے گا ابد تک یوں ہی ہوگا نہ غروب

افق دین پہ شبیر ہے ایسا سورج

چھین کر گھاٹ پیاسے کا پیاسا ہی رہا

نبی ہاشم کا قمر عرش وفا کا سورج

یاد آ جاتا ہے کیا جائیے کیا کیا مجھ کو

دیکھ کے عرش پہ عاشور کا ڈھلتا سورج

تل رہی ہے سر میداں پیاسوں کی وفا

آنچ دیتی ہے زمیں سر پہ ہے جلتا سورج

کوفہ و شام کے بازار میں بے پردا ہیں
 دیکھ پایا نہ تھا جن کا کبھی سایہ سورج
 رات بھر روتے ہیں پیاسوں کو سر عرش نجوم
 رات بھر کہتا ہے پیاسوں کا فسانہ سورج
 ڈوبتے دین کی جس وقت نظر آئے چاند
 خاک کے ذروں سے سرورؑ نے ابھارا سورج
 جانے کیا سوچ رہے ہیں کھڑے مقتل میں حسینؑ
 تر ہے پیشانی کلیجے سے ہیں لپٹائے چاند
 دل کے ٹکڑے ہیں پڑے یوں شہر دین کے بن میں
 ٹوٹ کر جیسے سر عرش بکھر جائے چاند

جز خدا کوئی نہیں ہے اپنے سر پر دوسرا

جز خدا کوئی نہیں ہے اپنے سر پر دوسرا

ہے سہارا آل کا بعد پیہر دوسرا

بند ہے کعبہ کا در تو کیا ہوا بنت اسد

گھر کا مالک خود بنالے گا نیا در دوسرا

وہ تو اعلیٰ تھے علیٰ تھے نور حق تھے نور تھے

لا نہیں سکتا زمانہ آج قنبر دوسرا

فصل سے وہ مانتے ہیں اور بغیر فصل ہم

ان کا حیدر دوسرا ہے اپنا حیدر دوسرا

ماتم شیر نے بخشی ہے یہ عظمت

چشم نم میں لئے پھرتا ہوں کوثر دوسرا

بھاگتی جاتی ہیں فوجیں بڑھتے آتے ہیں حسین

بھیج اے ابن زیاد اب کوئی لشکر دوسرا

وہ در کوفہ سے ٹکراتی ہیں فوج شام کی

ڈھا رہا ہے فاطمہ کا لعل خیبر دوسرا

واہ رہے صبر حسینیٰ واہ رہے عزم حسینیٰ

بعد اکبر لا رہے ہیں رن میں دلبر دوسرا

کون ہے جو بڑھ کے روکے تیر کا برجھی کا دار

اب نہ اصغر ہیں زمانے میں نہ اکبر دوسرا

کربلا میں قیامت کا اک شور ہے

کربلا میں قیامت کا اک شور ہے
 قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے
 کوئی روتی ہے اپنے جواں لال کو
 رو رہی ہے کوئی کم سخن کے لئے
 قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

قبر سرور پہ رو کر بہن نے کہا
 کیا بتاؤں کہ بھیا ستم کیا ہوا
 کوفہ و شام میں ہوں پھری بے ردا
 آپ محتاج یاں تھے کفن کے لئے
 قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

قصر ظالم کبھی قید خانہ کبھی
 نوک نیزہ کبھی تازیانہ کبھی
 کون سی تھی اذیت جو دی نہ گئی
 ہر جفا تھی اسیر محن کے لئے
 قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے

شہدائے راہِ سید الشہداءؑ

التماسِ سورۃ فاتحہ

شہید نذیر حسین	شہید محرم علی (فخر ملت جعفریہ)
شہدائے قصبہ کالونی	شہید شہزاد سیال
شہدائے تنظیم الپنججنتی	شہید عارف حسین الحسینی
شہید غلام حیدر	شہید ڈاکٹر محمد علی نقوی
شہدائے بابت اعلم	شہید سید بہادر علی جعفری
شہید سجاد محسن	شہید سید وقار نقوی ایڈووکیٹ
شہید زاہد حسین	شہید محسن نقوی (شاعر اہلیت)
شہید سید شاہد حسین جعفری	شہید حمید بھوجانی
شہید سید حسن علی رضوی	شہید مرید عباس یزدانی
شہید شمیم حیدر نقوی	شہید مولانا رضی حیدر
شہید سید صادق علی حمیدی	شہید مولانا علی حسین نقوی
شہید مصطفیٰ حسین (ذوالفقار حیدری)	شہید مولانا غلام عباس نجفی
شہید شمیم حیدر نقوی (امروہی)	شہید قاسم عباس
شہید ڈاکٹر ابن حسن رضوی	شہید انور علی زیدی
شہید شہدائے جعفر طیار	شہید مظفر علی کرمانی
شہدائے علی رضا امام بارگاہ	شہید ذوالفقار حیدر
شہدائے سندھ مدرسۃ الاسلام	شہید انور رضوی
شہدائے گلگت	شہید اطہر علی زیدی
وتمام شہدائے ملت جعفریہ	شہید واجد حسین (حسن کالونی)
	شہید نقی عباس (حسن کالونی)

تعاون کے طلبگار

منجانب: محلہ کمیٹی

شہید فاؤنڈیشن پاکستان